ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کے گمراہ کن عقائد و افکار پر محققانہ تبصرہ

مکائدِ مسعود عثمانی

مؤلفہ

میاں ظاہر شاہ قادری ایم۔اے

ناشر

تحقیقاتِ اسلامیہ صوبہ سرحد

ہدیہ ۳۰/ روپیہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ———— مکائدِ عثمانی

مؤلف ———— میاں ظاہر شاہ

صفحات ———— ۱۶۰

تعداد ———— ایک ہزار

سن اشاعت ———— ۱۹۹۶ء

کتابت ———— محمد نعیم و عبدالرحمن قادری

ہدیہ ———— -/۳۰ روپے

ناشر ———— مکتبہ غوثیہ مدین سوات

ملنے کا پتہ :۔ مکتبہ غوثیہ مدین۔ سوات سرحد

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	ابتدائیہ	۱
۲	اعادۂ روح	
۳	قبروں اور آسمانوں پر عقیدت مندوں کا ہجوم	۲-۳
۴	سورۃ النمل کی آیت نمبر ۲۰ و نمبر ۲۱ کی تشریح	۳
۵	قوم نوح علیہ السلام کے اولیاء	۵
۶	نعرۂ رسالت	۶
۷	شرک کی تعریف	۷
۸	زیارۃ قبر المشرک اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کیلئے دعا	۹
۹	قبروں کو پختہ بنانا	۹
۱۰	قبریں زمین کے برابر کرنا	۹
۱۱	خوارج کا قرآنی مفہوم	۱۱
۱۲	شفاعت کا بیان	۱۱
۱۳	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں تشریف لانا	۱۴
۱۴	انک لا تہدی کا مفہوم	۱۴
۱۵	سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۱۶
۱۶	عالم مثال کی اصطلاح	۱۸
۱۷	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُمت کے اعمال کا پیش کیا جانا اور حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۰
۱۸	حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ	۲۲
۱۹	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درود قریب سے سُننا اور دُور سے اس کو پہنچایا جانا اور بیعت رضوان	۲۳
۲۰	ملائکۃ السیاحین	۲۴
۲۲	ازدواج مطہرات کے نکاح ثانی کا مسئلہ	۲۴

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۲	السلام علیکم یا اهل القبور	۲۵
۲۳	جنگ بدر کے مشرک مقتولین کا واقعہ	۲۵
۲۴	واقعہ الحرۃ کے زمانہ میں سعید بن مسیب کا روضہ اقدس سے اذان کا سننا	۲۶
۲۵	بزرگوں کے وسیلہ سے دعا مانگنا	۲۸
۲۶	اللہ تعالیٰ کو کسی کے حق کا واسطہ دینا	۳۱
۲۷	حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	۳۲
۲۸	کسی کے ساتھ بات نہ کرنے کے قسم کا مسئلہ	۳۲
۲۹	حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قبر کی زندگی	۳۴
۳۰	حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق راویان حدیث کی توثیق	۳۵
۳۱	حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	۳۶
۳۲	صحت احادیث کے لئے تلقی بالقبول کا درجہ	۳۷
۳۳	بعض اعتراضات اور ان کے جوابات	۳۹
۳۴	روضہ اطہر کی زیارت برکات عظیمہ کا ذریعہ	۴۳
۳۵	آخری گذارش	۴۳
۳۶	ڈاکٹر صاحب کے گواہوں کی مختصر فہرست جو اس مضمون کے ماخذ بھی ہیں۔	۴۴ ۵
۳۷	مشکل کشائی بفضل الٰہی	۴۵
۳۸	اشتہار اصلاح معاشرہ تھکال کا مؤدبانہ جواب	
۳۹	الوداعی کلمات	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم :

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی جس کا اصل نام مسعود حسن عثمانی تھا۔ کچھ عرصہ دعوت دین کے نام سے کیماڑی کراچی کے علاقے میں تبلیغ کا کام سرانجام دیتا تھا۔ اس سے قبل جماعت اسلامی میں رہ چکے تھے مگر کچھ اختلافات کی بنا پر جماعت اسلامی سے الگ ہو گئے۔ آپ کا طریقہ تبلیغ یوں تھا کہ سڑکوں، بازاروں اور گلی کوچوں میں کھڑے ہو کر لوگوں کو وضوء نماز کا طریقہ بتاتے تھے اور آخرت کے انجام سے لوگوں کو ڈراتے۔ لیکن اچانک آپ کا رخ توحید و سنت کی طرف پھر گیا۔ توحید و سنت کا تو ہر مسلمان قائل ہیں مگر اسکی توحید اس کی خود ساختہ تھی۔ اور سنت بھی اپنی طرف سے جو حدیث میں بیان کرتے اس کا مفہوم اپنی طرف سے پیش کرتے۔ آپ کا یہ طرز عمل کسی غیر مسلم ملک کی سازش معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے مسلمانوں میں ایک نیا حزب بنایا اور اس کا نام حزب اللہ رکھا۔ دینی راہنما وہ ہو سکتا ہے۔ جو علوم دینی سے بہرہ ور ہو

Marfat.com

کھرے کھوٹے میں تمیز کر سکتا ہو۔ لیکن اس کے برعکس ڈاکٹر موصوف جو ایک ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر ہیں۔ لوگ شاید انہیں پی۔ ایچ۔ ڈی ڈاکٹر سمجھتے ہوں۔ انہوں نے دینی اکابرین پر شرک کا فتویٰ لگانے سے بھی دریغ نہ کیا۔ یہاں تک کہ اُس نے امام احمد بن حنبل، ابن کثیر، ابن حجر، ابراہیم بن ادھم، بایزید بسطامی داتا گنج بخش، شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ معین الدین اجمیری کو بھی نہ چھوڑا۔ اور تو اور اپنے استادوں کو بھی معاف نہیں کیا۔ تمام اُمتِ مسلمہ کو مشرک قرار دیا۔ علماء دیوبند، علماء بریلوی، ابن تیمیہ اور ابن قیم کو بھی معاف نہ کیا۔ اپنی اس دل آزار کتاب کا نام "توحید خالص" رکھا۔ ڈاکٹر موصوف کی دوسری کتابوں پر بھی تبصرہ قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔

سوال :۔ یہ ڈرامہ کیوں کیا گیا؟ اس کے محرکین کون ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے قبل یہودیوں نے عبداللہ بن سبا کو مسلمانوں میں رخنہ اندازی کے لئے نامزد کیا۔ عبداللہ بن سبا جو خود بھی یہودی تھا مسلمانوں میں جو انتشار ڈالا تھا اب تک مسلمانوں میں وہ زہر تیز سے تیز تر ہوتا جا رہا ہے۔ بارہویں صدی میں حکومت برطانیہ نے مسٹر ہمفرے کو نئی سازش کے تحت رخنہ اندازی کے لئے نامزد کیا۔ مسٹر ہمفرے نے استنبول اور ایران کا دورہ کیا۔ پھر اُس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو اس رخنہ اندازی کے لئے پسند کیا اور اس کو ٹریننگ دی۔ جو آج کل وہابی مذہب کا سربراہ تصور کیا جاتا ہے۔ محمد بن عبدالوہاب کا دست راست بھی محمد سعود تھا۔ اور ڈاکٹر مسعود الدین کا نام بھی اُس کے نام سے مشابہہ ہے۔ ڈاکٹر مسعود الدین کے بعد دوسرا

Marfat.com

مسعود جو جماعت المسلمین کے سربراہ ہیں۔ یہ بھی ڈاکٹر مسعود کے مشن کو آگے بڑھانے میں کوشاں ہے۔

تمام گمراہ جماعتوں کے یہ عقائد ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم، عظمت، وقار، ادب، محبت لوگوں کے دلوں سے نکل جائے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشینان اولیاء، علماء، سادات بزرگان دین، زہاد، اکابرین اُمت کی عظمت و وقار لوگوں کے دلوں سے محو ہو جائے۔ آج سب یہ مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ جو جو مذہبی نام پر پارٹیاں ہیں وہ تمام کی تمام ادب و تعظیم و محبت سے لوگوں کو روکتی ہیں۔ خود بھی بے ادب ہیں اور دوسروں کو بھی بے ادب بناتی ہیں۔

ڈاکٹر مسعود الدین نے لوگوں کے دلوں سے ادب و محبت نکالنے کے لئے کئی پمفلٹ شائع کروالیے ہیں جن کے مختلف عنوانات ہیں مثلاً " تعویز گنڈا شرک ہے - یہ قبریں یہ آستانے - یہ واسطے اور وسیلے جہاں راہ انقلاب دیگر دہ - ہماری دعوت - کعبۃ اللہ اور کعبے - توحید خالص - نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کہاں اور زندہ ہیں - مسلمانان مشرک - ڈاکٹر عثمانی کے دوسرے بھائی کمال عثمانی نے بھی "صنم پتھر کے" نامی کتاب مرتب کی۔ ان کتابچوں میں کیپٹن صاحب نے جی بھر کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے

واضح ہو کہ اس قسم کی بدترین گستاخیوں کی وجہ گستاخوں اور زبان درازوں پر بہ آسانی ہم کفر و شرک کا فتویٰ لگا سکتے تھے۔ یہ ہمارے لئے مشکل کام

Marfat.com

نہ تھا۔ کیونکہ ان کی تمام کی تمام کتابیں کفریات سے بھری پڑی ہوئی ہیں
ان گستاخوں سے یہی گذارش کروں گا کہ زبان کا کام اچھوں اور اچھائیوں کی
تعریف کرنا ہے۔ ان کے فضائل بیان کرنا۔ قرآن خوانی کے علاوہ جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ہے۔ اس سے حتی
الوسع گالی گلوچ مناسب نہیں ہیں۔ فقیر نے ان کتابوں سے اُن مسائل پر
تبصرہ کیا ہے جو اہل سنت وجماعت کے نزدیک مشروع ہیں۔ اور اس
نے ان عقائد کے ماننے والوں پر شرک وکفر کا فتویٰ لگایا ہے۔

Marfat.com

اعادہ روح

ڈاکٹر مسعود الدین کیماڑی کراچی والے عذاب قبر میں لکھتے ہیں۔

"جب قیامت سے پہلے روح واپس نہیں لوٹتی اور مٹی جسم کو برباد کر دیتی ہے تو اس دنیاوی قبر کے مردہ سے سوال و جواب کیسا اور بغیر روح کے مردہ کا احساس راحت والم اور اس کے چیخ و پکار کا کیا معنیٰ" (عذاب قبر ص ۱۱)

پھر آگے مزید لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ قیامت سے پہلے مردہ جسم میں روح واپس نہیں آسکتی اور ظاہر ہے کے بغیر روح کے عذاب و راحت بے معنی ہیں۔"

صحیح احادیث سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ دفن کے بعد روح کو سوال و جواب کے لئے میت کے جسم کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث نقل ہے۔ یہ حدیث مسند احمد، ابن ابی شیبہ، تفسیر ابن کثیر میں حضرت براء بن عاذب سے روایت ہے کہ:

"مومن کی روح کو پھر ساتویں آسمان پر پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ میرے بندے کا نام علیین میں شامل کردو۔ اور اسکو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے اس کو زمین سے پیدا کیا ہے۔ اور اس میں اسکو لوٹاؤں گا۔ اور اسی سے دوسری مرتبہ نکالوں گا۔ پس اسکی روح اسکے جسم میں لوٹائی جائے۔ تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھلا کر مَنْ رَبُّکَ سے سوال کرتے ہیں۔"

اسی طرح کافر کے بارے میں یہ الفاظ آئے ہیں ،

" اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا نام سجین میں لکھ دو جو زمین کے نیچے ہے۔ پھر اسکی روح وہاں سے پھینکی جاتی ہے۔"

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

" جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے پس گویا کہ وہ آسمان سے گرا اسکو پرندے اُچک کرلے گئے یا ہوا نے گہرے گڑھے میں ڈال دیا۔ پھر اسکی روح اسکے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ اور اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسکو بٹھلا کر مَنْ رَبُّکَ سے سوال کرتے ہیں۔"

یہ روایت امام ابوداؤد نے بھی مختصر ذکر کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں۔

وَ تُعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ

امام حاکم نے یہ روایت مستدرک ج ۱ ص ۳۷ میں نقل کی ہے اور اس میں

Marfat.com

مومن کے بارے میں یہ الفاظ ہیں۔

فَتُرَدُّ رُوحُهُ إِلَىٰ جَسَدِهٖ

اور کافر کے بارے میں یہ الفاظ ہیں۔

فَتُرمِيَ بِرُوحِهٖ حَتّٰى تَقَعَ فِي جَسَدِهٖ

پھر اسکی روح کو پھینک دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے جسم میں چلی جاتی ہے۔

امام حاکم محدثانہ رنگ میں اس روایت کے کئی طرق نقل کرکے آگے ارشاد فرماتے ہیں:

یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے کیونکہ منہال بن عمرو اور زاذان ابوعمرو الکندی سے بخاری و مسلم نے اخراج کیا ہے۔ اور اس حدیث میں کئی فوائد ہیں اور اہل بدعت کے قلع قمع کا خاصا ثبوت موجود ہے۔

علامہ حافظ نورالدین الہیثمی و حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے استاد فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۴۹، ۵۰)

علامہ منذری فرماتے ہیں کہ امام بیہقی نے فرمایا:

وَهٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۲۶۵)

یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ محدث ابوموسیٰ الاصبہانی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے اور منہال کے طریق سے مشہور ہے (مختصر ابی داؤد ج ۷ ص ۱۴۴)

حافظ ابن قیم لکھتے ہیں: فالحديث صحيح لا شك، پس یہ حدیث

Marfat.com

صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ پھر آگے لکھتے ہیں

" یہ حدیث ثابت مشہور اور مستفیض ہے اور حفاظ حدیث کی ایک بڑی جماعت نے اسکی تصحیح کی ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ آئمہ حدیث میں کسی نے اس میں طعن کیا ہو بلکہ انہوں نے اس کو اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اور اس کو قبول کیا ہے۔ اور قبر کے عذاب و راحت اور منکر و نکیر کے سوال اور ارواح کے قبض کرنے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے اور پھر ان کو قبر کی طرف لوٹانے کے سلسلہ میں اس روایت کو اصول دین سے قرار دیا ہے (کتاب الروح ص۵۷، ۵۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی بھی اس روایت کو کَمَا ثَبَتَ فِی الْحَدِیْثِ کہہ کر صحیح کہتے ہیں (فتح الباری ج ۵، ص ۵۰۴)

محمد ناصر الدین الالبانی لکھتے ہیں وَاَسْنَادَہٗ صَحِیْحٌ (تحقیق ناصر الدین الالبانی ص۴۸ ج : ۱ لمشکوٰۃ المصابیح)

ابن تیمیہ شرح حدیث النزول میں لکھتے ہیں۔

" اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور تمام محدثین کا اس کے مشہور اور مستفیض ہونے پر اجماع ہے "

حافظ ابو عبداللہ بن مندہ فرماتے ہیں کہ،

"یہ حدیث متصل الاسناد ہے اور مشہور ہے۔ اور حضرت براء بن عازب سے ایک جماعت نے اسکو روایت کیا ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر عثمانی "یہ قبریں یہ آستانے" میں لکھتے ہیں کہ:

اس روایت میں شیعہ زاذان ہے۔ جس کو سلمہ بن کہیل ابوالبختری سے بھی کمتر سمجھتے ہیں اور دوسرا اس کا شاگرد منہال بن عمرو ہے عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے والد احمد بن حنبل کہتے تھے کہ ابوبشر مجھ کو منہال سے زیادہ بھلا لگتا ہے اور اس ابوبشر جعفر بن ایاس کو شعبہ ضعیف کہا ہے۔ ابن معین منہال کی شان گراتے تھے حاکم بن نے کہا ہے کہ یحییٰ بن قطان اسکو ضعیف گردانتے تھے اور ابومحمد بن حزم بھی اسکو ضعیف کہتے تھے اور اُسکی اس براء بن عاذب والی روایت کو رد کرتے تھے۔ (تہذیب التہذیب ص۳۱۹، ج:۱)، (میزان الاعتدال ص۲۰۴ ج:۳) (یہ قبریں یہ آستانے ص۲۱)

ابوالبختری اور زاذان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھیوں اور شاگردوں میں شامل ہیں چنانچہ ابوالبختری کے ترجمہ میں زاذان کا تذکرہ بھی موجود ہے حضرت عطا بن السائب فرماتے ہیں

رَاَیْتُ خِیَارَ اَصْحَابِ عَلِیٍّ زَاذَانَ وَ مَیْسَرَۃَ وَ اَبَا الْبَخْتَرِیِّ (مصنف عبدالرزاق ص۷ ج:۳)

میں نے حضرت علی کے بہترین اصحاب کو دیکھا ہے یعنی زاذان اور میسرہ اور ابوالبختری

ڈاکٹر صاحب نے شفاء الصدور اور ندائے حق سے اخذ کر کے اپنی کتاب یہ قبریں یہ آستانے میں نقل کیا ہے۔

Marfat.com

منہال بن عمرو صحیح بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔ امام بخاری کا اپنی صحیح میں ان سے احادیث روایت کرنا ہی اس بات کی علامت ہے کہ وہ ثقہ ہیں۔ باقی احمد بن حنبل کا یہ کہنا کہ ابوبشر مجھے منہال سے زیادہ پسند ہے۔ تو یہ کوئی جرح نہیں یحیٰی بن معین عجلی اور دوسرے محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ علامہ ذھبی نے فرمایا۔ یحیٰی بن معین فرماتے ہیں کہ منہال ثقہ ہے اور احمد العجلی بھی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔

اعادہ روح والی حدیث کو حضرت براء بن عازب سے صرف زاذان نے روایت نہیں کی بلکہ تابعین کی ایک جماعت روایت کرتی ہے چنانچہ مشہور محدث حافظ ابوعبداللہ بن مندہ فرماتے ہیں حضرۃ براء سے اس حدیث کو ایک جماعت روایت کرتی ہے (شرح حدیث النزول ص۴۷)

ابن تیمیہ اور ابن قیم لکھتے ہیں کہ:

"حضرت براء بن عازب سے زاذان کے علاوہ متعدد راویوں نے یہ روایت بیان کی ہے۔ ان میں عدی بن ثابت، محمد بن عقبہ اور مجاہد بھی ہیں (شرح حدیث النزول ص۴۷ کتاب الروح ص۹)

حافظ ابوعبداللہ بن مندہ نے اپنی کتاب الروح النفس میں اس حدیث کی مزید دو سندیں یوں ذکر فرماتی ہیں۔

اَخْبَرَنَا مُحَمَّد بن یعقوب بن یوسف حدثنا محمد بن اسحاق الصغانیُ انبأنا ابو النضر ھاشم بن القاسم حدثنا عیسٰی بن المسیّب عن عدیّ بن ثابتٍ عن البراء

Marfat.com

بن عاذب قال **قال** رسول اللہ صلی علیہ و آلہ وسلم فی جنازۃ رجل من انصار فذکر الحدیث و فیہ ان الروح تعاد الی القبر و ان الملکین یجلسان المیت و ینطقانہ

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری شخص کے جنازہ میں شریک تھے اس طویل حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ بے شک روحیں قبروں میں لوٹائی جاتی ہیں اور دو فرشتے میت کو بٹھاتے ہیں اور اس سے گفتگو کرتے ہیں۔

حافظ ابو عبداللہ بن مندہ نے اسی حدیث کو دوسری سند یوں ذکر کی ہے۔

محمد بن سلمۃ عن حصیف عن مجاھد عن البراء بن عاذب قال کنا فی جنازۃ رجل ..... فذکر الحدیث

(کتاب الروح صـ۴۹)

ان دونوں روایات میں منہال اور زاذان کا واسطہ نہیں ہے۔ لہذا جس علت کی وجہ سے اس حدیث کے ضعیف ہونے پر استدلال کیا گیا تھا۔ وہ استدلال ہی باطل ہو گیا۔ حضرت براء بن عازب کی یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے اور ان سب میں منہال عن زاذان کا واسطہ زیادہ مشہور ہے اس لئے اکثر محدثین مثلاً امام احمد بن حنبل، امام ابو داؤد، امام ابن ماجہ، امام حاکم، امام بیہقی، امام ابن حبان، امام ابو عوانہ الاسفرائنی، امام ابو داؤد طیالسی، امام نسائی وغیرہ نے اسی واسطہ سے اسی حدیث کو روایت کیا ہے اور محدثین نے

Marfat.com

اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

مسند احمد میں ابوھریرہ کی ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

فیرسل من السماء ثم یصیر الی القبر فیجلس الرجل والصالح (مسند احمد، ابن کثیر ص۵۲۳ ج:۲، ابن ماجہ ص۳۲۴، مشکوٰۃ ص۱۴۱، کتاب الروح ص۶۰)

پس اس کی روح کو آسمان سے بھیجا جاتا ہے۔ پھر وہ قبر میں پہنچ جاتی ہے۔ تو نیک آدمی قبر میں بیٹھ جاتا ہے۔

ابن تیمیہ اور ابن قیم دونوں لکھتے ہیں کہ حافظ ابو نعیم الاصفہانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تمام روایات کی عدالت حضرات محدثین کرام کے نزدیک ایک اتفاقی امر ہے۔ اس روایت کے تمام راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔ امام احمد بن حنبل کے استاد کا نام حسین بن محمد بن بہرام التیمی ابو احمد و ابو علی المروزی ہے جو اس روایت کے راویوں میں ہے۔ امام بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی رواۃ ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں (تقریب التہذیب ص۵۰)۔ وہ سند یہاں درج کیا جاتا ہے۔

وقال الامام احمد بن حنبل حدثنا حسین ابن محمد عن ابن ابی ذئب عن محمد بن عمرو بن عطاء عن سعید بن یسار عن ابی ھریرۃ (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۵۲۳)

حسین بن محمد کے استاد کا نام محمد بن عبدالرحمان بن مغیرہ بن الحارث بن ابی ذئب القرشی العامری ابو الحارث المدنی ہے۔ یہ بھی بخاری و مسلم اور

Marfat.com

صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہے۔ حافظ ابن حجر ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ، فقیہ اور فاضل ہیں۔ (تقریب ص ۳۰۹)

ابن ابی ذئب کے استاد کا نام محمد بن عمرو بن عطاء القرشی العامری المدنی ہے۔ یہ بھی بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہے اور ثقہ ہے۔ (تقریب ص ۳۱۳)

محمد بن عمرو عطاء کے استاد کا نام سعید بن سیار ابو الحباب المدنی ہے یہ بھی بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ ثقہ (مضبوط اور پختہ) ہے (تقریب ص ۱۲۱)

سعید بن سیار تابعیؒ کے استاد ابو ہریرہؓ ہیں جو مشہور صحابی رسول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر کی مرفوع دوسری روایات بھی اس سلسلہ میں جو مروی ہیں یہ دونوں مرفوع روایات حضرت براء بن عازب کی روایت کی تائید کرتی ہے۔

عقائد کی کتب میں بھی مروی ہے کہ :

"قبر میں منکر نکیر کا سوال حق اور ثابت ہے اور قبر میں جسم کی طرف روح کا لوٹایا جانا حق اور ثابت ہے اور قبر کا دباؤ اور عذاب حق ہے جو تمام کفار کے لئے اور بعض گناہگار مومنوں کے لئے واقع ہوگا یہ بھی ٹھیک اور جائز ہے۔ (فقہ اکبر)

امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں کہ :

"حوض کوثر، شفاعت، منکر نکیر عذاب قبر، ملک الموت کے ارواح

Marfat.com

کو قبض کرنے پھر ارواح کے قبروں میں جسموں کی طرف لوٹائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس پر ایمان لانا لازم ہے کہ قبر میں ایمان و توحید کے بارے میں سوال کرتا ہے (کتاب الصلوٰۃ طبع تاجرہ ص ۴۵)

بخاری و مسلم میں ہے۔

ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ وانہ یسمع قرع نعالھم اتاہ ملکان۔ (بخاری و مسلم)

بے شک بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے (منہ پھیر کر) چلے جاتے ہیں تو ابھی وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے کہ دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ (بخاری و مسلم عن انس)

حضرت انس ہی سے صحیح مسلم میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ یسمع خفق نعالھم اذا انصرفوا (مسلم ج ۱ ص ۳۸۶)

بے شک جب مردے کو اسکی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور جب وہ یعنی اس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو مردہ یقیناً ان کے جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"مراد یہ ہے کہ اتنی جلدی سوال و جواب شروع ہو جاتا ہے کہ ابھی جانے والوں کے قدموں کی آہٹ تک سنی جاسکتی ہے (یہ قبریں یا آستانے) اپنے حوالہ کے لئے تقریر جنجوہی علی مسلم کوکب الدرری ج ۱ ص ۲۱۹ پیش کیا ہے۔

Marfat.com

ہیں کے متعلق صرف اتنا پتہ ہے کہ سنتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ مردہ جوتوں کی چاپ سنتا ہے ہم تو قرآن و حدیث پر (ایمان) لاتے ہیں اور کیفیت کو اللہ کے علم کے سپرد کرتے ہیں۔ محدثین کے مقابلے میں ہم کسی غیر مستند کی رائے کو پیش کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ محدثین جنہوں نے حدیث کو اپنے اساتذہ سے سنا ہوگا اُن کو زیادہ صحیح معلوم ہے یا بعد کے علماء کو کہ یہ لفظ معروف ہے یا مجہول اگر امام بخاری نے اس لفظ کو مجہول کے صیغہ سے سنا ہوتا تو وہ کبھی بھی اِس حدیث پر باب نہ باندھتے بَابُ المیت یستمع خفق نعالھم (یہ باب کہ مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے) باب کا مضمون حدیث کے متن کا شاہد ہے لہذا ثابت ہوا کہ حدیث میں یَسْمَعُ معروف کا صیغہ ہے۔ جس کا عالم کا اُس نے حوالہ دیا ہے کہ اس عبارت کا کنایہ ہونا امام ابوحنیفہ سے بھی ثابت ہے حالانکہ مولوی رشید احمد صاحب فتویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں۔

"حضرت امام اعظمؒ سے اس باب میں (عدم سماع موتیٰ) کچھ منصوص نہیں اور روایات جو کچھ امام صاحب سے آئی ہیں شاذ ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ صفحہ ۹۳)

ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ بخاری کے اس باب باندھنے کہ " المیت یسمع قرع النعال " یعنی مردہ جوتوں کی چاپ سنتا ہے کے متعلق الزین بن المنیر نے کہا کہ مصنف (بخاری) کے اس مضمون کے باب باندھنے سے اُن کی مراد یہ ہے کہ اس طریقہ کو آداب دفن میں اولیت حاصل ہے کہ وقار برقرار رکھا جائے شور و شر سے اجتناب کیا جائے اور شدت کے ساتھ پیروں کو زمین پر نہ مارا جائے جیسے کہ ایک زندہ سونے والے

Marfat.com

کے لئے ہونا چاہیئے اور ایسا لگتا ہے کہ بخاری نے (نبی کے الفاظ سے یہ نکالا ہو کہ آدمیوں سے جیسا کچھ سنا جاتا ہے ویسا ہی فرشتوں سے بھی سنا جاتا ہے۔ ابن المنیر قبرستان میں شور و غل سے منع کر رہے ہیں اور شدت کے ساتھ پیروں کو زمین پر مارنے سے منع فرما رہے ہیں کیونکہ اس طرح کو شور و غل اور زمین پر پیروں کے مارنے کی آواز سے تکلیف ہو گی۔ ابن المنیر نے تو یہ کہیں نہیں کہا کہ مردہ انسانوں کے جوتیوں کی آواز نہیں سنتا بلکہ وہ فرشتوں کی جوتیوں کی آواز بھی سنتا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ اور فرشتوں کے جوتیوں کی آواز سننا لوگوں کے جوتیوں کی آواز سننے کے منافی نہیں۔ ابن المنیر نے جوتیوں کا نام تک نہیں لیا معلوم نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کو جوتیوں کا خیال کیسا آ گیا۔

اسے مزید وضاحت یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ دو فرشتے آتے ہیں تو ان کے لئے تثنیہ کا صیغہ آنا چاہیئے تھا۔ یعنی بجائے نعالھم کے نعالھما ہونا چاہیئے تھا۔ دو کے لئے جمع کا صیغہ عربی قواعد کے خلاف ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس کی تردید میں لکھتے ہیں کہ عربی زبان میں دونوں طریقے رائج ہیں تثنیہ (دو) کے لئے جمع کا استعمال عام ہے جیسے قرآن کی آیت ہے

قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ۔

فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں جاؤ ہماری نشانیاں لے کر ہم تمہارے ساتھ سب کچھ سنتے رہیں گے۔ (آیت ۱۵ الشعراء)

فَاذْهَبَا میں تثنیہ کی ضمیر ہے اور مَعَكُمْ میں جمع کی۔ اس طرح

Marfat.com

بخاری کی حدیث خضر میں یہ الفاظ آئے ہیں

فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا

پس گزری ان دونوں (موسیٰؑ وخضرؑ) کے پاس سے ایک کشتی پس انہوں (جمع کا صیغہ) نے کشتی والوں سے بات کی کہ وہ ان دونوں کو کشتی پر سوار کریں۔ (بخاری ج:۱ ص۲۳)

فکلموھم کے ساتھ ساتھ فکلماھم بھی بخاری کی روایت میں ہے مگر حاشیہ پر اور نسخہ کے طور پر متن میں فکلموھم کو ہی ترجیح دی گئی ہے جو تثنیہ کے بجائے جمع کا صیغہ ہے۔ (عذاب قبر ص۱۲)

اس سلسلے میں اتنا عرض ہے کہ نِعَالِهِمْ اس مرکب میں ھم کی ضمیر پہلے ہے اس کا مرجع بعد میں مگر سورہ الشعراء کی آیت میں پہلے فَاذْهَبَا آیا ہے اور بعد میں جمع مَعَكُمْ آیا ہے اور آگے جو بخاری کی روایت دی گئی ہے۔ اس میں پہلے تثنیہ لهما اور بعد میں جمع فکلموھم آیا ہے۔ اگرچہ موصوف نے تسلیم کیا ہے کہ ایک نسخہ میں فکلماھم کے الفاظ بھی آئے ہیں مگر حدیث قَرْعَ نِعَالِهِمْ میں جمع کی ضمیر پہلے آئی ہے اور تثنیہ کی بعد میں لہٰذا موصوف نے جو بحث کی ہے وہ لاحاصل ہے اور چونکہ یہاں واضح قرینہ بھی موجود ہے اس لئے ان مقامات پر ترجمہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف تو حدیث نعالہم میں بھی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

"جب میت کو دفن کیا جاتا ہے تو وہ دفن کر کے، واپس پلٹ کر جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔ (طبرانی درجالہ ثقات) مجمع الزوائد میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میت منہ پھیر کر واپس پلٹ کر جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔ (رواہ البزار، سنادہ حسن) (مجمع الزوائد ج ۳: ص ۵۴)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خود مردہ کا سننا اور واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز سننا ثابت ہوا تو خواہ مخواہ واویلا مچانے کے کیا معنی۔ اب عثمانی صاحب کو چاہیئے تھا کہ اِنَّ الْمَیِّتَ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِ الْمَلَائِکَۃِ۔ کسی ضعیف روایت سے ثابت کرتے۔ لیکن ایسا وہ کبھی بھی نہیں کر سکتے۔ جس طرح عثمانی صاحب نصوص کے رد کرنے کے لئے عقلی باتیں پیش کرتے ہیں اس طرح ہم بھی اس کے اس قول پر تبصرہ کر سکتے ہیں۔ کہ فرشتوں کو جوتیاں پہنانے کے سلسلہ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ فرشتے جب اپنی اصلی صورت میں ہوتے ہیں تو کونسا لباس پہنتے ہیں اور کس قسم کے جوتے پہنتے ہیں جس کی آواز زندہ چھوڑ دو مردے بھی سنتے لیکن یاد رہے کہ ملائک جب کسی انسان کی شکل اختیار کریں تو جس طرح انسان اپنے لباس میں نظر آتا ہے اسی طرح وہ بھی (فرشتے) نظر آسکتے ہیں اور انسانوں کے احکامات بھی اُن پر انسانوں پر صادر کیے جاتے ہیں۔ جس طرح ایک جن سانپ کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اگر ایک انسان اس کو

Marfat.com

سمجھ کر مار ڈالے تو گویا اس نے سانپ کو مار ڈالا نہ کہ جن کو۔ عثمانی صاحب نے یہ ثابت کر دیا کہ ملائکہ کرام کے لباس اور جوتے بھی ہوتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ بخاری و مسلم کے علاوہ دوسری روایتوں میں تو یہاں تک آیا ہے کہ بدر وحنین میں اُن کے سروں پر رنگین عمامے تھے، کپڑے، ہتھیار اور عمامے تو فرشتے پہن سکتے ہیں مگر جوتے نہیں پہن سکتے برزخ میں انسانوں کے پاس آئیں تو لازم ہے کہ ننگے بدن، ننگے سر اور ننگے پیر آئیں ورنہ اپنے استدلال کے بارے جو ہیں کے سخت بے تمکینی کا مداوا مشکل ہو جائے گا۔ (مذاہب قبر ص۱۳، ص۱۴)

اس کا نہایت مختصر جواب یہ ہے۔ قبر میں سوال جواب کے لئے جو فرشتے آتے ہیں وہ اپنی اصلی شکل و صورت میں ہوتے ہیں کیونکہ حالات نزع میں میت فرشتوں کو دیکھتا ہے۔ البتہ نبی کریم صلی علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام نے بھی جن فرشتوں کو دیکھا تھا وہ انسانوں کی شکل میں تھے اور جب فرشتہ انسانی شکل میں ہو تو وہ کپڑے جوتے وغیرہ پہن سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کو ہتھیار پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ تو وہ انسانی شکل میں تھے اور حدیث جبرائیل میں جو واقعہ موجود ہے تو وہاں بہت سے صحابہ کرامؓ بھی تشریف فرما تھے اور حضرت جبرائیل نے اُن کے موجودگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ایمان، احسان، قیامت، اور علامات قیامت سے متعلق سوالات پوچھے تھے۔ ورنہ خود نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ کو ان کی اصلی

Marfat.com

صورت پر صرف دو ہی مرتبہ دیکھا تھا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے

ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا

فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۔ (النجم ۶ تا ۹)

(حضرت جبرائیل) جو بڑا صاحب حکمت ہے وہ سامنے آ کھڑا ہوا

جبکہ وہ بالائی افق پر تھا پھر قریب آیا اور اوپر معلق ہو گیا یہاں

تک کہ دونوں کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا۔

آگے ارشاد ہوتا ہے

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۔ (النجم ص ۱۳، ۱۵)

اور ایک مرتبہ پھر اس نے سدرۃ المنتہٰی کے پاس اسکو دیکھا

جہاں پاس ہی جنت الماوٰی ہے۔

دوسری مقام پر ارشاد ہے:

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۔ (التکویر ۲۳)

وہ اس فرشتے کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھ چکا ہے۔

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

مَا رَاٰى کی تفسیر میں بیان فرمایا کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام

کو اس صورت میں دیکھا کہ اُن کے چھ سو بازو تھے (بخاری و مسلم)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس جو فرشتے

Marfat.com

آئے تھے وہ انسانی شکل میں تھے۔ اس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عام طور پر دحیہ کلبی کی شکل میں آیا کرتے تھے۔

تو ان دلائل سے یہ ثابت ہوا کہ اگر ملائکہ یا جن انسانی شکل میں قبر والے کے پاس اُس وقت جائے جب کہ لوگ اُن کے دفن سے فارغ ہو کر واپس جاتے ہیں تو مردہ ان کے جوتیوں کی آواز بھی سُنے گا۔ لیکن قبر میں جو مردہ کے پاس فرشتے آتے ہیں اُن کی کیفیت یوں ہے۔

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب قبر میں مردہ کو رکھدیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے کالی کیری آنکھوں والے آتے ہیں جن میں سے ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص۲۵)

اس روایت میں یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ فرشتے مردہ کے پاس انسانی شکل میں حاضر ہوتے ہیں۔ فرشتوں کا تعلق بھی چونکہ پردہ غیب سے ہے اور بن دیکھے ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس لئے اگر فرشتے اصلی شکل میں ظاہر ہو گئے تو پھر عمل کی مہلت ختم ہو جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ○ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ○ (انعام ۸،۹)

Marfat.com

کہتے ہیں کہ اس نبی پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا اگر کہیں ہم نے فرشتہ اتار دیا ہوتا تو اب تک کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا پھر انہیں کوئی مہلت نہ دی جاتی اور اگر ہم فرشتے کو اتارتے اور اس طرح اسی شبہ میں مبتلا کر دیتے جس میں اب یہ مبتلا ہیں۔

معارف القرآن میں ہے۔ فرشتوں کے نازل ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ فرشتہ اپنی اصلی ہیئت وصورت میں سامنے آجائے تو اس کی ہیئت کو کوئی انسان برداشت نہیں کر سکتا بلکہ ہول کھا کر فوراً مر جانے کا خطرہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ بشکل انسانی آتے جیسے جبرائیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بہت سے مرتبہ بشکل انسانی آئے۔ تو اس صورت میں اس سوال کرنے والے کو جو اعتراض آپ پر ہے وہی اس فرشتہ پر بھی ہو گا کہ یہ اس کو ایک انسان ہی سمجھے گا۔

مردے کا کلام جو جنازہ پر کرتا ہے۔ اس کے متعلق امام بخاری نے باب باندھا ہے۔ "بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ" اور اس کے تحت نقل حدیث کرتے ہیں۔

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب جنازہ تیار ہو جاتا ہے اور لوگ اس کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو اور اگر برا ہوتا ہے تو کہتا ہے افسوس تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو انسان کے سوا

Marfat.com

تمام چیزیں اسکی آواز سنتی ہیں اگر اس کو آدمی سنے تو بے ہوش ہوجائے گا۔ (بخاری ج ا ص۱۷۵، مسند احمد ج ۳ ص۴۱، مشکوۃ ص۱۴۴)

امام بخاریؒ نے دوسرے مقام پر یوں باب باندھا ہے۔

بَابُ قَوْلُ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُوْنِيْ ۔

یعنی میت کا یہ کہنا جب کہ وہ ابھی جنازہ پر ہوتا ہے مجھے جلدی لے چلو۔

معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ انسان جب مرتا ہے تو اس کی میت کلام کرتی ہے۔ اور یہ کلام ایسا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے پردہ غیب میں نہ رکھا ہوتا تو انسان اُسے سُن کر بے ہوش ہو جاتا یا ہلاک ہوجاتا بخاری کی دوسری روایت میں یہ ہے:

قَالَتْ لِاَهْلِهَا۔ یعنی میت اپنے گھر والوں سے کہتی ہے۔

یہ اور اُوپر کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہی لاش کلام کرتی ہے کیونکہ وہ عالم برزخ میں جاکر اپنے گھر والوں سے کلام کرنے سے رہی۔ اب کسی مومن کو یہ حق حاصل نہیں کہ خدا اور اس کے رسول کے معاملہ میں نافرمانی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝

(احزاب ۳۶)

Marfat.com

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ
اور اس کا رسولؐ کسی معاملے کا فیصلہ کردے تو پھر اُسے اپنے
معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے اور جو اللہ
اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا

ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب " عذاب قبر " میں جو چیخیں یا واویلا مچائیں لیکن اُن کا چیخنا بے کار ہے۔

اس حدیث سے تو صاف معلوم ہوا کہ یہ مردہ ہے زندہ نہیں۔ بھائی کس نے کہدیا کہ وہ مردہ نہیں افسوس صد افسوس ہے تمہاری عقل پر۔ یہاں تو ساری بات میت ہی کے بارے میں ہو رہی ہے راحت قبر یا عذاب قبر زندہ کو تو نہیں ہوتا۔ مرنے کے بعد سے قیامت تک کے تمام مراحل سے مردہ ہی گزرتا ہے۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ مردہ شعور رکھتا ہے بلکہ وہ راحت و آرام کو بھی محسوس کرتا ہے اور عذاب کو بھی۔ وہ کلام بھی کرتا ہے جسے ہم اور آپ نہیں سن سکتے۔ مردہ کا معاملہ چونکہ پردہ غیب یعنی برزخ سے ہے اس لئے اس کا اظہار نہیں ہوتا اور ہم اُسے محسوس نہیں کر سکتے۔

سماع موتیٰ کا معنیٰ بھی یہی ہے کہ مردے کا سننا اس میں زندے کا سننا مراد نہیں ہے لیکن مرنے کے بعد عالم برزخ کا عالم شروع ہوتا ہے جس کا تعلق آخرت اور دنیا سے بھی ہے۔ برزخ دنیا اور آخرت کے درمیان پردہ ہے۔ انبیاء اور اولیاء کی برزخی زندگی دوسرے لوگوں کی زندگی سے اعلیٰ ہوتی ہے اُن کا ادراک بنسبت دوسرے لوگوں کے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ انور شاہ کشمیری

Marfat.com

فیض الباری میں لکھتے ہیں کہ

"مردے کا سننا حدیث متواتر سے ثابت ہے اور اس کا شمار دو سو تک پہنچتا ہے۔"

شاہ عبدالعزیزؒ فتاویٰ عزیزی میں لکھتے ہیں کہ :

"بالجملہ انکار از ادراک وشعور اموات اگر کفر نہ باشد در الحاد بودند او شبہ نیست۔"

مردے کا ادراک اور شعور سے انکار کرنا اگر کفر نہیں بے دینی تو ضرور ہے (فتاویٰ عزیزی)

Marfat.com

قبروں اور آستانوں پر عقیدت مندوں کا ہجوم

کتابچہ " یہ قبریں یہ آستانے " کے صفحہ ۲۱ پر قبروں اور آستانوں پر عقیدت مندوں کے ہجوم کے بارے میں حق و باطل کو ملا کر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں غرض ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منع فرمایا...... الخ

ڈاکٹر صاحب اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔(البقرہ ۴۲)

حق یہ ہے کہ زیارت القبور مستحب اور سنت ہے بمطابق حدیث جو آپ نے ص۱۲ پر نقل کی ہے

قال کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! میں نے تم کو قبروں پر جانے سے منع کر دیا تھا لیکن اب اجازت دیتا ہوں۔

اور باطل چرس، بھنگ، عریانی فحاشی وغیرہ ہیں لیکن ہر باطل باتیں صرف زیارت قبور کے موقع پر منع و حرام نہیں بلکہ ہر جگہ منع و حرام ہیں۔ پھر اسی کے صفحہ ۲۱ پر حدیث جندب رضی اللہ لکھ کر ڈاکٹر صاحب موصوف

Marfat.com

مسلمانوں کو ڈھونڈ دیتے ہیں۔ کہ دیکھیں زیارت قبور کے لیے سخت، وعید آئی ہے۔ بجائیو! فقہاء نے اس بارے میں بہتر فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ خود ڈاکٹر صاحب کے گواہ "رد المختار" کتاب الجنائز میں لکھتے ہیں۔

لا تترك لما يحصل عندها من منكرات ومفاسد كاختلاط الرجل بالنساء وغيرها لان القربات لا تترك لمثل ذالك بل على الانسان فعلها وانكار البدع۔

زیارۃ القبور کو اس لئے نہ چھوڑا جائے کہ وہاں پر ناجائز کام ہوتے ہیں جیسے مرد اور عورت کا خلط ہونا وغیرہ۔ کیونکہ ان جیسی ناجائز چیزوں سے مستحبات نہیں چھوڑے جاتے بلکہ انسان پر لازم ہے کہ زیارت قبور بجالائے اور بُرے کاموں سے روکے۔

اب رہا یہود و نصاریٰ پر لعنت آنے کا معاملہ۔ تو ان پر لعنت صرف خاص اس وجہ سے آئی ہے کہ وہ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کے ذکر کردہ حدیث جندبؓ سے پہلے مشکوٰۃ شریف کے اسی صفحہ ۶۹ پر ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔

لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد

Marfat.com

یہود و نصاریٰ پر خدا لعنت کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔

لیکن محض تبرک کے لئے کسی بزرگ کے مزار کے قریب میں جبکہ قبر سامنے نہ ہو نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں اس بات کی قطعاً ممانعت نہیں۔ اور نہ بزرگوں کے قبروں کے پاس دعا کرنے میں ممانعت ہے بلکہ ان کے قرب میں دعائیں زیادہ اثر پیدا کرتی ہیں۔ یعنی اثر پذیر ہوتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ (آل عمران ۳۸)

وہاں بی بی مریم کے پاس کھڑے ہو کر زکریا علیہ السلام نے بیٹے کی دعا کی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قرب میں دعا و عبادت کی قبولیت کی زیادہ امید ہے۔

سورۃ النحل آیت ۲۰، ۲۱ کی تشریح

ان آیتوں کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے قرآن کریم میں ڈاکٹر صاحب کی تحریف یہودیت پسندی اور بددیانتی ملاحظہ کیجئے۔

(۱) سب سے پہلے ان کی بددیانتی اور فریب دہی یہ ہے کہ انہوں نے ان آیتوں کی پوری تشریح کی چوری مولانا مودودی صاحب کی تفسیر

Marfat.com

تفہیم القرآن جلد ۲، ۵۳۲، ۵۳۳ سے کی ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے دوسرے کتابچے "ہماری دعوت" کے صفحہ ۱۵ پر مولانا صاحب کے عقائد کو مشرکانہ شمار کیا ہے۔ تعجب ہے کہ جو لوگ ڈاکٹر صاحب کے فتویٰ کے زد میں آکر مشرک قرار پاتے ہیں پھر بھی آپ ان کے اقوال سے احتجاج کرتے ہیں اور انہیں کی عبارتوں کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔

۲:۔ پھر صہ ۲، صہ ۳ پر لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ صاف بتا رہے ہیں ... الخ لامحالہ ما یشعرون ایان یبعثون سے مراد انبیاء، شہداء، صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہو سکتے ہیں۔ حضرات! قرآن کریم کی ان آیتوں میں مذکورہ غیر معمولی انسانوں کا ذکر کہیں بھی نہیں۔ یہ قرآن کریم پر صریحاً افتریٰ ہے تلبیس ہے۔ فریب کاری ہے۔ اور انبیاء صالحین سے بغض و عناد کی کھلی دلیل ہے۔ کیا قرآن کریم میں تحریف معنوی کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حیا نہیں آتی۔

۳:۔ ان آیتوں کے تحت ڈاکٹر صاحب کی گواہ تفسیر ابن کثیر نے لکھا ہے۔

وقولہ اموات غیر احیاء ای ھی جمادات لا ارواح فیھا فلا تسمع ولا تبصر ولا تعقل (جلد دوم صہ ۵۶۵)

چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے نقل کے مطابق انبیاء، اولیاء، شہداء اور صالحین سب کے سب بہرے، اندھے اور بے عقل ثابت ہوئے۔

۴:۔ انبیاء۔ اولیا کو یدعون من دون اللہ۔ میں شامل کرنے والے

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اس طرح تو پھر انبیاء و اولیاء
کو باطل بھی ماننا پڑے گا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔
ذالك بان الله هو الحق و ان ما يدعون من
دونه الباطل (لقمان ۳۰)
دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔
بان الله هو الحق و ان ما يدعون من دونه الباطل (الحج ۶۲)
بے شک اللہ تعالیٰ حق ہے اور وہ جس کے یہ اللہ کے سوا عبادت
کرتے ہیں۔
(اور ڈاکٹر صاحب کی تشریح کے مطابق وہ دوسری ہستیاں جن کو لوگ
حاجت روائی کے لئے پکارتے ہیں یعنی انبیاء، شہدا اور صالحین وغیرہ)
وہ باطل ہیں۔

۵:۔ اس طرح اگر انبیاء و اولیاء (لتبرون من دون الله) سے مراد ہوں
تو پھر وہ معاذ اللہ جہنم کا ایندھن قرار پائیں گے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں
فرمایا گیا ہے۔
اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (الانبیاء ۹۸)

۶: اَمْوَاتٌ اَحْيَاءٍ سے مراد قبریں اور قبروں سے خصوصاً انبیاء، شہداء
صالحین مراد لے کر ڈاکٹر صاحب نے معاذاللہ۔ اللہ تعالیٰ سے یہ نسیان
منسوب کیا ہے کہ اس نے جن نبیوں مثلاً عیسیٰ علیہ السلام جس کا ذکر
ڈاکٹر صاحب نے ص۱۶ پر خود بھی کیا ہے کہ زندہ ہونے کا اعلان اپنے

Marfat.com

کلام پاک (سورۃ النساء ۱۵۸) میں کر چکا ہے یا شہداء کو (ال عمران ۱۶۹) میں مردہ نہ سمجھنے بلکہ زندہ سمجھنے کی ہدایت فرمائی ہے اسے بھول گیا کہ کم از کم ان کو حسب اعلانِ قرآن مستثنیٰ قرار دیا جانا ضروری تھا۔

۷:۔ لکڑی اور پتھر کے بتوں کو جہنم سے بچانے کے لئے صہ۳ پر لکھا ہے کہ ان کے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآنی فرمان وقودھا الناس والحجارۃ (البقرہ ۲۴) سے خوب ظاہر ہے کہ بت محشور ہوں گے ورنہ والحجارۃ کا لفظ قرآن میں لغو تھا۔

۸:۔ اموات کے بعد غیر احیاء فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان کو جو کبھی صفات حیات ظاہری سے موصوف تھے مستثنیٰ فرمایا۔ اور ان کے حکم میں صرف وہی چیزیں آسکتی ہیں جو کبھی صفت حیات سے موصوف نہیں تھے یعنی پتھر اور بت

۹:۔ سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان آیتوں کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔

والذین تدعون تعبدون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً لا یقدرون ان یخلقوا شیئاً خلقنا وھم یخلقون ینحتون مخلوقۃ منحوتۃ اموات اصنام اموات غیر احیاء وما یشعرون یعنی الالھۃ ایان یبعثون من القبور فیحاسبون (تفسیر ابن عباس صہ۱۶۸، صہ۱۶۹)

عبداللہ ابن عباس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تدعون کا معنی

Marfat.com

عبادت کرتے ہیں۔ یخلقون کا معنی گھڑی ہوئی تراشی ہوئی مخلوق اور اموات کا معنی صاف طور پر بت بے جان کیا ہے۔ کیا کوئی ایماندار یہ کہہ سکتا ہے کہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ غلط ہے اور اتحاد ثلاثہ کے سربراہ کا ترجمہ صحیح ہے نہیں ہرگز نہیں

زمن بر صوفی و ملا سلامے ✤ کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویل شان در حیرت انداخت خدا و جبریل و مصطفیؐ را

قوم نوح علیہ السلام کے اولیاء

ڈاکٹر صاحب نے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ قوم نوح علیہ السلام کے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر یہ سب اولیاء اللہ تھے جنہیں بعد کے لوگ خدا بنا کر پوجنے لگے۔ یہ خط کشیدہ فقرہ نہ قرآن کی آیت کا ترجمہ ہے نہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی متعلقہ حدیث کے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ یہ سراسر خدا، خدا کے رسول اور رسول کے صحابی پر صاف جھوٹ اور افتری ہے۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ ان بزرگوں کے نام پر بت بنا کر ان بتوں کی عبادت کرنے لگے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس حقیقت کا اظہار کئی موقعوں پر آیا ہے جیسا کہ

ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا (یوسف ۴۰)

نہیں عبادت کرتے تم سوائے اس کے۔ مگر ناموں کے۔ کہ نام رکھا ہے تم نے ان کا۔

Marfat.com

دوسری جگہ فرمایا ہے۔

ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآبائکم (النجم ۲۳)

نہیں یہ مگر نام۔ کہ مقرر رکھا ہے تم نے ان کو اور باپوں تمہارے نے

اور حدیث شریف کے الفاظ ایسے ہیں جو کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنا فاسد عقیدہ ثابت کرنے کے لیئے خورد برد کیا ہے۔

اوحی الشیطٰن الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصاباً وسموھا باسمائھم۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۳۲)

شیطان نے ان کے قوم کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ جہاں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں بت نصب کرو اور ان بتوں کو ان بزرگوں کا نام دے دو۔

پس واضح ہوا کہ مشرکین اصنام کی عبادت کرتے تھے اگرچہ ان بتوں کا نام انبیاء یا اولیاء کے نام پر رکھتے تھے یا ملائکہ مقربین کے نام پر۔ اور ہمارا تو ایمان ہے۔ کہ اگر بت پر خواہ خود اللہ تعالیٰ کا نام کیوں نہ رکھا جائے۔ تو بھی اسکی عبادت شرک ہے اور ناقابلِ معافی جرم عظیم ہے۔ جیسا کہ سامری نے بچھڑے کی صورت کا بت بنا کر اُسے بنی اسرآئیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خدا قرار دیا تھا۔

فقالوا ھذا الٰھکم واله موسیٰ (طٰہٰ ۸۸)

یہ ہے معبود تمہارا اور موسیٰ کا۔

اب میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھتا ہوں:

Marfat.com

کیا آج امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم نے کسی ولی۔ شہید یا نبی کا بت بنایا ہوا ہے ؟

۲:۔ اور بنائے ہوئے بت کو یا کسی بزرگ کو یہ مسلمان خدا سمجھتے ہیں ؟

۳:۔ کیا قبروں پر بت کا اطلاق جائز ہے۔ اگر ہے تو ان کی زیارت کا جواز کیسے جیسا کہ آپ نے ص۴ سطر ۲۰ پر خود نقل کیا ہے۔ اور زیارۃ القبور کو بلا ارادہ تسلیم کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے قدم قدم پر تحریف و خیانت کا جال بچھا کر اس حقیقت کو واضح سے واضح تر کر دیا ہے کہ اُن کے اتحاد ثلاثہ اینڈ کمپنی لمیٹیڈ نے توحید کے جس نئی ایڈیشن کی اشاعت شروع کی ہے اس کی اساس ہی افترا و تلبیس پر رکھی گئی ہے۔ خدا ہم سب مسلمانوں کو اس شیطانی توحید سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

نعرۂ رسالتؐ

صفحہ ۴، سطر ۱ پر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ نعرۂ رسالت... ..... الخ سارے کے سارے مسلمان اور مومن سکے نہیں مشرک کے ہیں۔ اس خط کشیدہ کفر کے فتویٰ کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کے اپنے موصوف گواہ ص۴۰ پر پیش کئے ہوئے کی زبانی سنیئے۔

مسلم شریف جلد دوم ص۴۹ پر لکھا ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ

Marfat.com

فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرماکر مدینہ منورہ تشریف لائے تو
فصعد الرجال والنساء فوق البیوت و تفرق الغلمان والخدم فی
الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ ۔
مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خادم گلیوں میں ٹولیاں
بنا کر یا محمد یا رسول اللہ کہتے تھے۔
اب ڈاکٹر صاحب بتائیے کہ آپ کے فتویٰ سے مدینہ منورہ کے یہ صحابہ کرام
اور آپ کا موصوف گواہ مسلم شریف والے مشرک ٹھہرے یا نہیں ؟

ع اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
ہوتا ہے جو خراب وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

ڈاکٹر صاحب کے دوسرے گواہ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور و معروف
تاریخ کی کتاب " البدایہ والنہایہ " جلد ۶ صفحہ ۳۲۴ میں لکھا ہے کہ۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ جب مسیلمہ کذاب سے
ہوا تو اس وقت مسیلمہ کذاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور
مسلمان بہت ہی کم تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسی ایسی
سختیاں جھیلیں کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ
اور ان کے ساتھیوں نے دیکھا کہ حالات نازک ہیں تو۔

فنادی بشعار المسلمین وکان شعارھم یومئذٍ یا محمداہ
انہوں نے مسلمانوں کے شعار کے مطابق ندا کی اور اس دن ان کا شعار
یہ ندا تھی۔ یا محمداہ

Marfat.com

جس کا اثر یہ ہوا کہ مسیلمہ کذاب ہلاک ہو کر واصل بہ جہنم ہوا۔
اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔"

اب کیا فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب کا اتحاد ثلاثہ اینڈ کمپنی لمیٹڈ۔ اُن صحابہ کے بارے میں جنہوں نے "یا محمدؐ" کا نعرہ لگایا تھا ع

بدیں عقل و دانش بباید گریست

ڈاکٹر صاحب کا ص۳ پر سورۃ الاعراف کی آیت ۱۹۴ کے سیاق وسباق کو قرآن میں دیکھا جائے تو واضح ہو جائے گا۔ کہ یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اس آیت سے پہلے والی آیت میں وھم یخلقون وہ خود بنائے گئے ہیں اور بعد والی آیت میں فرمایا الھم ارجل یمشون بھا... الخ حالانکہ بتوں کے ہاتھ پاؤں کان اور آنکھیں تو ہوتی ہیں مگر ان میں قوت نہیں ہوتی چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے گواہ ابن کثیر ان آیت کے تحت لکھتے ہیں

ثم ذکر تعالیٰ انما عبید مثل عابدیھا ای مخلوقات مثلھم بل اناس اکمل منھا لانھا تسمع و تبصر و تبطش و تلک لا تفعل شیئاً من ذالک۔ (جلد دوم ص۲۹۷)

یہ بت مخلوق ہونے میں تم ہی جیسے عاجز ہیں بلکہ تم ان سے اکمل ہو بھائیو! اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو گا۔ کہ بتوں کے حق میں اُتری ہوئی آیتیں اولیاء پر چسپاں کی جائیں یہ تو خارجیوں کا طریقہ ہے۔

کان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم

Marfat.com

انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار علی المومنین۔
ابن عمر رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کو ساری مخلوق میں شریر ترین سمجھتے تھے جو کافروں کے حق میں اتری ہوئی آیتوں کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں (بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۲۴)

اگر تدعون کے معنیٰ پکارنے کے لئے جائیں تو جس طرح بھی کوئی کسی کو پکارے وہ شرک ہے۔ اور دین میں پھر کوئی شخص مسلمان نہ رہ سکے گا۔ ضرور ماننا پڑے گا۔ کہ یہاں تدعون کے معنے تعبدون کے ہیں اور سے مراد وہ بت ہیں جو انسان کی مثل بنائی جاتی تھیں اور کفار و مشرک انکی پوجا کرتے اور ان کو معبود سمجھ کر پکارتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کے صـ۲۷ کے گواہ امام نوویؒ شارح مسلم شریف فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا۔ انہوں نے 'یا محمداہ' کہا اور اسی وقت اچھا ہوگیا۔ (کتاب الاذکار صـ۲۶۰)

پس معلوم ہو کہ یہ سارے نعرے جن کو ڈاکٹر صاحب نے مشرک کے بتائے ہیں یہ صحابہ و مسلمانوں کے شعار ہیں نہ کہ مشرکین کے۔ فافہم۔

شرک کی تعریف

الاشراك هو اثبات الشريك فی الالوهية يعنی وجوب الوجود كما للمجوس او بمعنیٰ استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام (شرح عقائد صـ۵۶)

Marfat.com

یعنی شرک ثابت کرنا ہے شریک کا الوہیت بمعنی واجب الوجود میں جیسے مجوسی کرتے ہیں یا بمعنیٰ استحقاق عبادت میں جیسا بت پرست کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہوا کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات وصفات میں دوسروں سے بے نیاز صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اگر کوئی کسی دوسرے کو اس کی ذات وصفات میں بے نیاز اور بے حاجت مانے وہ شرک ہے اسی طرح اگر کوئی دوسرے کی عبادت کرے وہ بھی شرک ہے۔ چنانچہ اطلاقات شرعیہ میں جب مطلقاً شرک بولا جاتا ہے تو اس سے اکثر یہی شرک مراد ہوتا ہے اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں اسی کے حق میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان اللہ لا یغفر ون یشرک به ویغفر مادون ذالك اس کے علاوہ شرک کا اطلاق کبھی اور معنیٰ پر بھی ہوتا ہے اس کو شرک اصغر کہتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے الریاء شرك خفی عبادات میں اخلاص نہ کرنا یعنی ریاکاری چھپا شرک ہے۔ شرک اکبر کی پانچ صورتیں قرآن میں آئی ہیں۔

۱۔ یہ کہ خدا کی ہستی کا انکار کیا جائے اور زمانہ کو موثر سمجھا جائے موجودہ دہریئے ان جیسی مشرکوں کی یادگار ہیں جیسے فرمایا۔ وما یھلکنا الا الدھر (الجاثیہ ۲۴) ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ۔

۲۔ کسی کو رب کی طرح خالق ماننا جیسے پارسی خالق خیر کو یزدان اور خالق شر کو اہرمن کہتے ہیں جیسے فرمایا۔ ارونی ماذا خلقوا من الارض (الاحقاف ۴)

Marfat.com

مجھے بتاؤ کہ ان معبودوں نے زمین سے کیا پیدا کیا ہے

۳:۔ یہ کہ خالق ہر چیز کا تو رب ہے مگر وہ ایک بار پیدا کر کے تھک گیا۔ اب ہمارے معبودین اس کی خدائی کو چلاتے ہیں چنانچہ فرقہ تعطیلیہ اس قسم کے مشرکوں کی یادگار ہے وما مسنا من لغوب (ق ۳۸) اور ہم کو تھکن نہیں آتی۔

۴:۔ کسی کو خدا کا ہم جنس مانا جائے جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کے بیٹے مانتے ہیں۔ وقالت الیھود عزیر ابن اللہ و قالت النصریٰ المسیح ابن اللہ (التوبہ) یہودی بولے کہ عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی بولے کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔

۵:۔ یہ کہ ہر چیز کا خالق و مالک تو اللہ ہے مگر اتنے بڑے عالم کو سنبھالنے کے لئے اس نے مجبوراً اپنے بعض بندوں کو چن لیا ہے جیسے کہ اسمبلی کے ممبر شاہانِ موجودہ کیلئے۔ فرماتا ہے۔ ھٰولاء شفعائنا عند اللہ یہ ہمارے شفیع ہیں اللہ کے نزدیک۔ تو ان تمام صورتوں کی شرک کی تردید قرآن کریم کی ایک ہی سورۃ جسے سورۃ اخلاص اور سورۃ التوحید کہتے ہیں میں یوں آئی ہے۔

قل ھو اللہ۔ اس میں دہریوں کا رد ہے کہ دنیا کا معبود صرف اللہ ہے

احد۔ پارسیوں کا رد جو دو خالق مانتے ہیں۔

اللہ الصمد۔ فرقہ تعطیلیہ کا رد

Marfat.com

لم یلد ولم یولد :۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا رد۔
ولم یکن لہ کفواً احد ۔ ان لوگوں کا رد جو تدبیر عالم میں اللہ تعالیٰ کو اوروں کا محتاج سمجھتے ہیں۔ -

اب یاد رکھیئے کہ قرآن کریم میں یا حدیث نبوی میں سماع موتیٰ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کس کے وسیلہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا۔ زیارۃ القبور۔ زیارۃ روضۂ اقدس کو بالکل شرک نہیں کہا گیا۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب مذکور ہیں۔

زیارۃ قبر المشرک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے دعا

ڈاکٹر صاحب کا صفحہ ۵ پر بعض محدثین کا زیارۃ قبر المشرک کا باب باندھنے اور حضرت آمنہ کی زیارت و دعا کے بارے میں واضح ہو کہ زیارۃ قبر المشرک سے صرف زیادہ القبور کی ایک قسم واضح ہو گئی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کا صفحہ ۶ کے گواہ علامہ سمہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب وفاء الوفاء صفحہ ۱۳۶۲/۴ میں زیارۃ القبور کی قسمیں بیان کی ہیں۔ تذکیر آخرت کیلئے۔ دعا کیلئے۔ تبرک حاصل کرنے کیلئے۔ حق ادا کرنے کیلئے چنانچہ زیارۃ قبر المشرک سے صرف تذکیر آخرت حاصل ہو جاتی ہے۔ باقی کچھ نہیں۔

اب رہا حضرت آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کا معاملہ۔ تو جناب زیارۃ قبر کی اجازت سے معلوم ہوا کہ والدہ ماجدہ مومنہ تھیں۔ ورنہ کافروں کی قبور کی زیارۃ سے تو منع فرمایا گیا ہے۔ ولا تقم علیٰ قبرہٖ انھم کفروا باللہ ورسولہ (التوبہ ۸۴) اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام

Marfat.com

آباد اجداد مومن تھے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ کہ فرمایا: ومن ذرتینا امۃ مسلمۃ لک۔ پھر فرمایا۔ ربنا وابعث منھم رسولا منھم (البقرۃ ۱۲۸ صہ ۱۲۹) خدایا میری اولاد میں ہمیشہ ایک مومن جماعت رہے۔ اور اے ہمارے مولا اس مومن جماعت میں نبی آخر زمان بھیج دے اور دعائے مغفرت سے اس لئے منع فرمایا کہ بالکل بے گناہ تھیں۔ دعائے مغفرت گنہگار کیلئے کی جاتی ہے۔ دیکھئے بچہ کی جنازہ میں اس کی مغفرت کی دعا نہیں کی جاتی۔ کیونکہ وہ بے گناہ ہوتا ہے۔ اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین مومن موحد تھے۔ اس سلسلہ میں یہ مسئلہ بسط سے روح المعانی روح البیان، حجۃ اللہ العالمین، الحاوی للفتاوی، صراح بعید، سیرت حلبیہ، الاصابہ، تاریخ الخمیس طبقات ابن سعد، معارج النبوۃ، صاوی، قرطبی وغیرہ۔

قبروں کو پختہ بنانا

اس بارے میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ "قبر کے اوپر کوئی عمارت نہ بنائی جائے۔" اس سے ڈاکٹر صاحب کا اشارہ گنبد خضریٰ کی طرف ہے جو ان کی آنکھ میں تنکا سا لگتا ہے۔ تو بھائیو! حدیث شریف میں صرف بناء علی القبر کی ممانعت ہے۔ قبر فی البناء کی ممانعت نہیں یعنی قبر کے اوپر کوئی عمارت نہ بنائی جائے ایسا کہ قبر دیوار میں آجائے اور قبر کا عمارت کے اندر ہونا اس کی ممانعت بالکل نہیں آتی ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب کے گواہ ردالمختار باب دفن المیت میں لکھتے ہیں۔
لا یکرہ البناء اذا کانت المیت من المشائخ والعلماء والسادات
اگر میت مشائخ علماء اور سادات میں سے ہو تو اسکی قبر پر عمارت بنانا مکروہ نہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہیں اگر یہ ناجائز تھا۔ تو پہلے صحابہ کرام اس حجرہ کی عمارت کو گرا دیتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیتے پھر زمانہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں اس کے گرد کچی اینٹوں کی گول دیوار بنا دی۔ پھر ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی موجودگی میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا اور اس میں پتھر لگوائے۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب کے گواہ الوفا والوفاء صفحہ ۶۰۸
مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب الدفن میں بروایت ابو داؤد ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان ابن مظعون کو دفن فرمایا تو ان کے قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب فرمایا۔ اعلم بہا قبر اخی وادفن الیہ من مات من اھلی۔ ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے۔
بخاری شریف کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں تعلیقاً ہے حضرت خارجہ فرماتے ہیں ہم زمانہ عثمانی میں تھے۔ ان اشدنا وثبۃ الذی یثب قبر عثمان ابن مظعون حتی یجاوزہ، ہم میں سے بڑا کودنے والا وہ تھا جو کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا ہے۔
ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ قبر کے سرہانے پر پتھر لگانے

Marfat.com

کے معنی یہ نہیں کہ قبر سے علیحدہ سر کے قریب کھڑا کر دیا بلکہ خود قبر میں ہی سر کی طرف اسکو لگایا اور یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان کو قائم رکھنے کے لئے قبر کو کچھ اونچا کر دیا جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دیا جائے تو جائز ہے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر قبہ بنایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر اور حضرت محمد ابن حنفیہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کی قبر پر قبہ بنایا۔

منتقٰے شرح موطا و امام مالک میں ابو عبد سلیمان علیہ الرحمت فرماتے ہیں۔

وضرب عمر علی قبر زینب بن جحش وضربته عائشة علی قبر اخیها عبدالرحمٰن وضربه محمد ابن الحنیفه علی قبر ابن عباس و انما کرهة لمن ضربه علی وجه السمعة والمباهة

حضرت عمرؓ نے زینب بنت جحش کی قبر پر قبہ بنایا۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمان کی قبر پر قبہ بنایا محمد ابن حنیفہ (ابن علی) نے ابن عباس کی قبر پر قبہ بنایا رضی اللہ عنہم اور جنھوں سے قبہ بنانا مکروہ کہا ہے تو اس کے لئے کہا جو کہ اس فخر و ریاء کے لئے بنایا جائے۔

بدائع الصنائع میں ہے۔ روی ان ابن عباس لما مات بالطائف صلی علیه محمد ابن الحنیفة وجعل قبره مسنما وضرب علیه فسطاطا (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۳۲۰)

Marfat.com

جب کہ طائف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہُوا تو ان پر محمد بن حنیفہ نے نماز پڑھی اور ان کی قبر ڈھلوان بنائی اور قبر پر قبہ بنایا۔

بخاری شریف جلد اکتاب الجنائز بَابُ مَاجَاءَ فِی قَبرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبِی بَکرٍ وَّعُمَرٍ رضوان اللہ عنہما میں ہے کہ حضرت عُروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں روضۂ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایک دیوار گر گئی اخذوا فی بنائہ صحابہ کرام اس کے بنانے میں مشغول ہُوئے فبدت لھم قدم ففزعوا وظنوا انھا قدم النبی علیہ السلام حتیٰ قال لھم عروۃ لا واللہ ما ھی قدم النّبی علیہ السلام ماھی الا قدم عمر۔ ایک قدم ظاہر ہو گیا تو لوگ گھبرا گئے اور یہ سمجھے کہ یہ حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا قدم پاک ہے۔ حضرت عُروہ نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ حضُور علیہ السلام کا قدم مُبارک نہیں یہ حضرت عُمر فاروق کا قدم ہے۔ اس روایت سے معلوم ہُوا کہ صحابہ کرام کے بعد تابعین کے زمانہ میں جو روضۂ انور سے دیوار گری انہوں نے دیوار بنایا ان کے عقیدہ میں بھی انبیاء پر قبے بنانا جائز تھے جیسا کہ صحابۂ کرام نے وہی قبہ بنایا تھا اور بنانے والے بھی صحابہ کرام تھے۔

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں لکھا ہے۔ ۵۵۰ ہجری میں جمال الدین اصفہانی نے علماء کرام کی موجودگی میں صندل کی لکڑی کی جالی اس دیوار کے آس پاس بنائی

Marfat.com

اور ۵۵۷ھ ہجری میں بعض عیسائی عابدوں کی شکل میں مدینہ منورہ آئے اور سرنگ لگاکر نعش مبارک کو زمین سے نکالنا چاہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار بادشاہ کو خواب میں فرمایا لہٰذا بادشاہ نے ان کو قتل کرایا اور روضۂ اقدس کے آس پاس پانی تک بنیاد کھود سیسہ لگاکر اس کو بھر دیا پھر ۶۷۸ھ ہجری میں قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز جو اب تک موجود ہے بنوایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس روضۂ مطہرہ کو صحابہ کرام نے بنایا تھا اور صحابہ کرام مبتدع نہ تھے اگر کوئی یہ کہے کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے ہے تو اس روضۂ مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی دفن ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دفن ہوں گے۔

حضرت العلامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان شریف میں لکھتے ہیں۔ کشف النور میں علامہ ابن نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو مغرور کہتے ہیں کہ ہم عوام پر ڈرتے ہیں کہ جب کوئی کسی کا معتقد ہو جائے تو اس قبر کی تعظیم کرے گا اور اس سے مدد و برکت طلب کرے گا تو اس کے عقائد یہ ہوئے کہ اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے ساتھ وجود میں تاثیر رکھتے ہیں تو اس اعتقاد کے ساتھ کافر و مشرک ہو جائیں گے اس لیے ہم ان کو اس فعل سے منع کرتے ہیں اور اولیائ کی قبور کو ڈھاتے ہیں اور ان پر جو عمارت ہو اس کو گراتے ہیں اور

Marfat.com

ان کے خلاف اتارتے ہیں اور اولیاء کی اہانت کرتے ہیں لیکن عوام کو معلوم ہو جائے کہ اگر اولیاء میں کچھ تاثیر ہوئی تو اس اہانت سے جو ہم کرتے ہیں رد کرتے۔ پس جان لو کہ یہ کام صریح کفر ہے اور فرعون کے قول سے ماخوذ ہے جو اس نے کہا تھا کہ مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو بلوائے میں ڈرتا ہوں کہ وہ تمہیں بدل دے گا یا زمین میں فساد کرے گا۔ (رُوح البیان جلد ۴ صـ ۲۴)

مولانا سلامت اللہ نے براہین لائحہ میں بحوالہ تحقیق الحق المبین مؤلفہ شاہ احمد سعید لکھتے ہیں۔

پختہ ساختن قبر بالا جائز است بلا کراہت کمافی رد المختار و شرحہ و تعمیر نمودن گنبد را بنزد صاحب در المختار علیہ الرحمۃ فتویٰ داده است و فی شرح المسمی بہ طوالع الانوار۔

قبر کو اُوپر سے پختہ کرنا بلا جواز جائز ہے جیسا کہ در المختار اور اس کی شرح میں ہے اور صاحب دُر مختار علیہ الرحمۃ نے گُنبد بنانے کا بھی فتویٰ دیا ہے اور طوالع الانوار میں بھی اس قول کی تائید ہے

اس سے معلوم ہُوا کہ جن احادیث میں قبر کو پختہ کرنے کی ممانعت موجود ہے اس سے قبر کا اندرونی حصہ مراد ہے۔ اِس لیے کہ انسان مٹی سے پیدا ہُوا ہے مٹی اور انسان کے درمیان پختہ اینٹ یا پتھر حائل ہو جاتا ہے اس لیے ممانعت ہے۔

تیسر القاری ترجمہ صحیح البخاری میں ہے۔

Marfat.com

گویند تجویز خلا نیدن جرید بر گور را بے نمود کہ گور را از زمین بلند آوردن و خیمہ بروئے زدن روا باشد

حدیث جریدہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ قبر کو زمین سے بلند کرنا اور اس پر خیمہ لگانا جائز ہے

علامہ خفاجی حاشیہ بیضاوی میں لکھتے ہیں۔

وکونہ مسجدًا یدل علیٰ جواز البناء علیٰ قبور الصلحاء ونحوھم کما اشار الیہ فی الکشاف وجواز الصلوٰۃ فی ذالک البناء

اس کے مسجد ہونے سے سمجھا جاتا ہے کہ قبور پر آبادی جائز ہے جیسا کہ کشاف میں اس کی طرف اشارہ ہے اور یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ اس میں نماز جائز ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی نے بستان المحدثین میں علامہ کرمانی شارح صحیح البخاری کے حالات میں لکھا ہے۔

کہ در ایام حیات خود برائے خود قبر و عافیّت خانہ در جوار قبر حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی درست ساختہ بود و بالائی آن قبہ عالی ترتیب کرد درہمان مقام مدفون شد۔ (بستان المحدثین ص ۱۱۳)

علامہ موصوف نے اپنی زندگی اپنے لئے شیخ ابواسحاق شیرازی کے ساتھ قبر بنوائی اور اس پر عالی شان قُبہ بنایا پھر اسی میں مدفون ہُوئے۔

شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

در مطالب المؤمنین گفتہ است
کہ مباح داشتہ اند سلف کہ بنا
کردہ شود بر قبر مشائخ و علمائی
مشہور تا زیارت کنند ایشان
را مردم و استراحت یابند در آن
و بنشیند در سایۂ آن و نقل کردہ است
آن را از مفاتیح شرح مصابیح
و گفتہ است کہ دیدم بہ بخارا
قبور کہ عمارت کردہ شدہ است
بخشتہائی تراشیدہ و تجویز کرد
آن را اسماعیل زاھد کہ از مشاہیر
فقہا است۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱)

مطالب المؤمنین میں ہے کہ سلف
نے مشائخ و علماءِ مشہورین کے
قبور پر بنا کو بنانا مباح رکھا ہے
تاکہ لوگ زیارت کریں اور آرام پائیں
اور اس کے سایہ میں بیٹھیں۔
نقل کیا اس نے مفاتیح شرح
مصابیح سے اور کہا میں نے بخارا
میں دیکھا کہ اینٹوں کے ساتھ،
قبریں عمارت کی بنی ہوئی ہیں۔
اس کو اسماعیل زاھد نے
جو کہ مشاہیرِ فقہاء سے ہے
جائز رکھا ہے۔

یہی شیخ محقق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جذب القلوب میں لکھتے ہیں۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ
بحکم ولید بن عبد الملک آنرا
ھدم کردہ بحجرۂ منقوش برآوردو
بر ظاہر آن خطیرہ دیگر بنا کرد۔
(جذب القلوب)

عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمت
نے ولید بن عبد الملک کے حکم سے
حجرہ شریف کو شہید کر کے عُمدہ
عُمدہ منقش پتھروں سے گنبدِ
اطہر تعمیر کیا۔

Marfat.com

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں کتاب الجنائز باب دفن المیت میں لکھتے ہیں :۔

قد اباح السلف البناء علیٰ قبور المشائخ والعلماء المشہورین لیزورھم النّاس ویستریحون بالجلوس	پہلے علماء نے مشائخ اور علماء کی قبروں پر عمارت بنانا جائز ہے تاکہ ان کی لوگ زیارت کریں۔ اور بیٹھ کر آرام پائیں۔

تفسیر روح البیان زیر آیت انّما یعمّر مساجد اللّٰہ من اٰمن باللّٰہ میں ہے۔

فبناء القباب علیٰ قبور العلماء والاولیاء والصلحاء امر جائز اذا کان القصد بذالک التعظیم فی اعین العامۃ حتّٰی لا یحتقروا صاحب ھٰذا القبر۔ (روح البیان)	علماء اور اولیاء صالحین کی، قبروں پر عمارت بنانا جائز ہے جبکہ اس سے مقصود ہو لوگوں کی نگاہ میں عظمت پیدا کرنا تاکہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں

شیخ عبدالقادر الرافعی رحمۃ اللّٰہ علیہ اپنی تقریرات الرافعی میں لکھتے ہیں :۔

فبناء القباب علی قبور العلماء والصلحاء ووضع	علماء اور صلحاء کی قبروں پر گنبد بنانا اور غلاف وغیرہ

Marfat.com

استنوروا لعمائم والثیاب علی قبورھم امرٌ جائز (تقریرات الرافعی ج ا ص ۱۲۳)	و کپڑے یعنی جھنڈے ان کی قبروں پر جائز کام ہے ۔

العلامہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت میں لکھتے ہیں ۔
علماء و سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں کوئی حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے ۔ (درمختار) یعنی زمین کے اندر سے پختہ نہ کیا جائے اور اگر اندر کچی ہو اور اوپر سے پختہ تو حرج نہیں ۔ (بہارِ شریعت)

قانونِ شریعت میں حضرت العلامہ مولنا احمد شمس الدین لکھتے ہیں
علماء و سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبہ کو پختہ نہ کیا جائے (درمختار) یعنی اندر سے پختہ نہ کیا جائے اور اگر اندر کچی ہو اور اوپر سے پختہ ہو تو حرج نہیں ۔ (قانونِ شریعت)

شیخ طریقت حضرت العلامہ مولانا محمد مظہر اللہ دہلوی فتاویٰ مظہری میں لکھتے ہیں ۔
پس ثابت ہو گیا کہ اہل اللہ کے مزاراتِ مقدسہ پر بے فائدہ عمارات نہیں بنائی گئیں ۔ یہی وجہ ہے کہ علماء نے بناء علی القبر کی کراہت پر بحث کرنے کے بعد انبیاء و صالحین کے مزارات مقدسہ اس حکم سے مستثنیٰ فرمادیا اور صاف فرمادیا کہ ان کے مزارات پر گنبد بنانا جائز ہے ۔

میزان الکبریٰ میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ عوام مسلمانوں کی

Marfat.com

قبور کے متعلق امام ابوحنیفہ کے سوا لکھتے ہیں کہ عوام کے لیے قبر پر عمارت نہ بنائی جائے۔

ومن ذالك قول الأئمة ان القبر لا يبنى ولا يجصص مع قول ابي حنيفة يجوز ذالك قال الاول مشدد والثاني مخفف (میزان الکبریٰ ج ۱)

اس سے معلوم ہُوا کہ دیگر اماموں کا یہ کہنا کہ قبر پر عمارت نہ بنائی جائے اور نہ اس کو کچی کیا جائے باوجود یہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ یہ سب جائز ہے پس پہلے قول میں سختی ہے اور دوسرے میں آسانی۔

مولانا عبدالحلیم والدِ ماجد مولانا عبدالحئی لکھنوی نورالایمان میں رقمطراز ہیں۔

وقد نقل الشيخ الدهلوي في المدارج عن مطالب المؤمنين ان السلف اباحوا ان يبنى على قبر المشائخ والعلماء المشهورين قبة ليحصل الاستراحة للزائرين ويجلسون في ظلها وهكذا في المفاتيح شرح

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں مطالب المؤمنین سے نقل کیا ہے کہ سلف صالحین نے مشائخ و علماء کی قبور پر گنبد بنانا جائز بتایا ہے اس لیے کہ زیارت کرنے والے کو آرام ملے اس کے سایہ میں بیٹھے ایسا مفاتیح شرح مصابیح میں بھی لکھا ہے

Marfat.com

مصابیح وقد جوّز اسماعیل الزاھدی الذی من مشاھیر الفقہاء (نور الایمان طبع پشاور)

اور اسمٰعیل زاھدی نے جائز بتایا ہے جو کہ مشہور فقہاء میں سے ہے۔

اصابہ فی احوال الصحابہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

حضرت سیدنا عثمان کی خلافت کے زمانہ میں حکم بن العاص کا انتقال ہوا، ان کی قبر پر گرمی میں خیمہ قائم کیا گیا تو لوگوں نے اس کے متعلق کچھ کلام کیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قائم کیا گیا تھا تو کیا تم نے کسی کو دیکھا تھا کہ اس پر اعتراض کیا یا کسی عیب لگانے والے نے اس پر عیب لگایا۔ (اصابہ)

تفسیر الحسنات میں ہے :-

شام میں ایک غار ہے جس میں کچھ میتیں ہیں اس کے مجاور گمان کرتے ہیں کہ یہی اصحاب کہف ہیں۔ ان پر مسجد اور عمارات ہیں جیسے رقیم کہتے ہیں اور ان کے ساتھ کتّا بھی ہے۔ (الحسنات ج ۳ ص ۹۱۸)

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جو مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تو کسی تصویر کو بے مٹائے نہ چھوڑے اور نہ کسی قبر کو بلند مگر اس کو برابر کر دو۔ اس روایت کی تشریح یہ ہے کہ صحابہ کے زمانہ میں تو مبتدعین نہیں تھے کہ

Marfat.com

انہوں نے گنبد بنایا تھا اور اس نے گرایا صرف زمانہ صحابہ کرام کا تھا اور کسی صحابی نے کیا بھی ہو تو صحابی کا فعل بھی حجّت ہے۔ اصحابی کالنجوم بایّهم اقتد یتم اهد یتم صحابہ میرے تارے ہیں ان میں جس کی اقتداء تم کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ معلوم ہُوا کہ یہ مشرکین کی تھیں۔ مشرک کی نہ زندگی میں تعظیم جائز ہے اور نہ مرنے کے بعد۔ بخاری شریف میں ہے۔ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ بقبور المشرکین فنبشت۔ (بخاری ج ۱ ص ۶۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا تھا پس وہ اکھاڑ دی گئی۔

Marfat.com

قبریں زمین کے برابر کرنا

اس بحث میں ڈاکٹر صاحب کی لکھی ہوئی حدیث کو بار بار پڑھیے اس میں زمین کے برابر کہاں لکھا گیا ہے۔ صرف یہی ہے۔ ہم کو حکم دیا کہ ہم ان کی قبروں کو برابر کر دیں اب ص۵ پہ ڈاکٹر صاحب کے نقل کردہ حدیث ابوالھیاج اسدی میں حسب ذیل امور قابلِ فکر ہیں۔

(۱) کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی قبریں برابر کرنے کا فرمایا تھا، تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جو قبریں بنی ہوئی تھیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے ہی بنی تھیں کیوں کہ عادتِ کریمہ تھی کہ دفن میں شرکت فرماتے تو جس قدر قبور زمانۂ اقدس میں صحابہ نے بنائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں بنائیں۔

اس روایت کی سند میں وکیع، حبیب بن ابی ثابت، ابی وائل الاسدی ہیں ابن حجر تہذیب التہذیب وکیع کے متعلق لکھتے ہیں۔ انہ اخطا فی خمس مائۃ حدیث کہ یہ پانچ سو احادیث میں خطا ہوا ہے (تہذیب ج ۱۱ ص۱۱۱)۔ محمد بن نصر مروزی وکیع کے متعلق لکھتے ہیں۔ کان یحدث بالمعنیٰ ولم یکن من اھل اللسان (تہذیب)۔ ابی وائل کے متعلق شرح حدیدی میں ہے۔ کہ ابی وائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین میں سے تھے۔

Marfat.com

(شرح حدیدی ج ۹ ص۹۹) ۔ ابی الھیاج کے متعلق اتنا عرض ہے کہ تمام صحاحِ ستّہ میں سے صرف اس کی ایک روایت ہے اور وہ بھی یہ مذکور روایت ہے۔ اور حبیب بن ابی ثابت کے متعلق ابی حیان لکھتے ہیں۔ کَانَ مُدَلِّسًا ۔ اور قطان سے نقل کر کے لکھتے ہیں لا یتابع علیہ ولیست محفوظۃ۔ (تہذیب ج ۴ ص۱۹۷) کہ حدیث میں ان کی پروا نہیں کی جاتی ۔

(۲) پھر برابر کرنے سے کیا مُراد ہے آیا بالکل زمین سے ہموار کرنا کہ نشانی باقی نہ رہے تو یہ سُنّتِ متوارثہ کے خلاف ہے ۔ لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مُسلمانوں کی نہیں بلکہ کافروں کی قبریں برابر کرنے پر مامور کیا گیا تھا ۔ کیونکہ قبروں کے ساتھ ان لا تدع تمثالہ الا صنمہ ۔ یعنی تصاویر کا ذکر بھی آیا ہے ۔ یہود و نصاریٰ کی عادت تھی کہ وہ تصویروں کو پوجتے تھے اس لیے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ۔ جہاں تصویر اور قبر دیکھو اس کو برابر کرو ۔ معلوم ہُوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کو مشرکوں کی قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا گیا تھا ۔

(۳) مسلمانوں کی قبر زمین کے برابر نہیں کی جا سکتی وہ ایک بالشت یا ایک ہاتھ اونچی رکھی جاتی ہے اور یہاں برابر کرنے کا حکم ہے ۔

(۴) مسلمانوں کی اونچی قبر بنانا ممنوع ہے لیکن اگر بن گئی ہو تو اُسے گرانا ناجائز ہے کہ اس میں قبر اور صاحبِ قبر کی توہین ہے ۔

افسوس صد افسوس ڈاکٹر صاحب مسلمانوں کی قبریں گرانے کا حکم

Marfat.com

دیتے ہیں اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن کی قبریں گرانے کا حکم فرمایا تھا یعنی مشرکوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی قبریں، ان کی بابت حدیث شریف کی مخالفت کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی ہے۔ اس سے بخوبی واضح ہوا کہ ڈاکٹر صاحب انگریزوں کا تیار کردہ مذہبی بہروپیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب ص۶ پر گنبدِ خضرا کی تاریخ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(۱) اس کا نام قبہ رزاق پڑ گیا۔ (۲) اس وقت کے علماء ہر چند اس صاحب اقتدار کو نہ روک سکے۔ (۳) تقریباً سات سو سال تک قبر نبوی پر کوئی عمارت نہیں تھی۔ (۴) کمال احمد کی معزولی کو اس کے اس فعل کی پاداش شمار کیا۔ (۵) آخر میں شامی (رد المختار) کا ایک فتویٰ درج کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

برادرانِ اسلام! ڈاکٹر صاحب کی یہ تمام باتیں بالکل بے بنیاد اور فاسد عقائد کی ترویج کے لیے مذموم کوشش ہے اور نجومیوں کی طرح ایک صحیح بات کے ساتھ کئی جھوٹی باتوں کی ملاوٹ کے مترادف ہیں

(۱) قبہ رزاق کا نام اور اس کے پڑ جاتے کا فقرہ وفاء الوفاء میں بالکل نہیں ملاحظہ ہو۔ وفاء الوفاء الفصل سابع وعشرون ج ۲ ص۶۰۸)

البتہ موجودہ عمارت سات سو سال بعد کی بنی ہوئی ہے اور وقتاً فوقتاً اس میں مناسب حال ترمیم ہوتی گئی جس کی تفصیل قبروں کو پختہ بنانے کے بحث میں عرض کر چکا ہوں۔

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر عمارت

Marfat.com

شروع ہی سے تھی۔

(۳) اس نیک فعل کا اس وقت کے علماء نے بالکل تعارض نہیں کیا تھا ولم ار فی کلام مورخی المدینۃ تعرض لمن تولی ھذہ القبۃ۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص۶۰۹)

(۴) کمال احمد کی معزولی کو عمارت کے اندر پنجرہ ہٹانے کی بے ادبی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۵) ڈاکٹر صاحب کے پیش کردہ گواہ مسلک احناف کے سب سے معتبر فقیہہ کا یہ فقرہ دوبارہ پڑھیئے لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء السادات" افسوس ہے ڈاکٹر صاحب لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے ادھوری بات لکھتے ہیں یہ ان کی بڑی خیانت اور فریب کاری ہے پھر اسی صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں کہ قبروں کو کچھ لینے کی غرض سے نہ جاؤ کچھ دینے کے لیے جاؤ۔ الخ۔

تو جناب بچوں کا جنازہ پڑھتے وقت اللّٰھم اغفر لحینا الخ کے بجائے اللّٰھم اجعلہ لنا شافعاً الخ کیوں پڑھتے ہیں وہاں دینے کے لیے کچھ اور کیوں نہیں پڑھتے۔ خیر ڈاکٹر صاحب اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ ان کے ہاتھ ہی لینے کے اور ہیں دینے کے اور۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی لیبارٹری میں جنازہ پڑھنے کے لیے کچھ بناوٹی توحید کی اور دعائیں ایجاد ہو چکی ہوں۔

Marfat.com

خوارج کا قرآنی مفہوم

ص۸ پر ڈاکٹر صاحب نے سورۃ الاحقاف کی آیت ۵۔ ۶ لکھ کر پھر بتوں کو اولیاء اللہ پر منطبق کرنے کی فاسد کوشش کی ہے۔ اُن کی خارجیت کی یہ نشانی نعرۂ رسالت کی بحث میں سورۃ الاعراف کی آیت ۱۹۴ میں ذکر کر چکا ہوں۔ اب یہاں ڈاکٹر صاحب کے دوسرے گواہ تفسیر ابن کثیر سے ان آیتوں کی تفسیر سنیئے۔ ای لا اضل ممن یدعون اللہ اصناما ویطلبون منھا ما لا تستطیعہ الیٰ یوم القیٰمۃ وھی غافلۃ عما یقولون لا تسمع ولا تبصر ولا تبطش لانھا جماد حجارۃ صم (جلد چہارم ص۱۶۵)

یعنی کوئی شخص اس سے زیادہ گمراہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں کی عبادت کرتا ہے اور ان سے ایسے امور کی استدعا کرتا ہے جن کی قیامت تک ان میں استطاعت نہیں اور وہ ان کے اقوال سے غافل ہیں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ ہی پکڑ سکتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں اور سماع سے عاری ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ کتنا بڑا جرم اور کیسی سیاہ دلی ہے جو حکم بتوں پر تھا وہ بزرگوں کی طرف منسوب کیا ہے، اور قرآنی حکم لا یستوی اصحاب النار واصحٰب الجنۃ ثم الفائزون۔ [illegible]

Marfat.com

کو برابر خیال کرتے ہیں قرآن کا صاف فیصلہ موجود ہے کہ لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ : دوزخ اور جنت والے برابر نہیں تو معلوم ہُوا کہ کافر اور مُسلمان برابر نہیں تو پھر انبیاء عظام اور بُت کس طرح برابر ہوئے. جبکہ عالم اور جاہل برابر نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ کیا جو جاننے والے ہیں اور کوئی نہیں جانتے وہ برابر ہیں؟ یعنی برابر نہیں۔

شفاعت کا بیان

ص۵ پر ڈاکٹر صاحب نے سورۃ الزمر کی آیت ۲، ۳ لکھ کر اس کی جو تشریح کی ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ مشرکین عرب کے شرک کی دو وجہ ہیں ایک دشمنانِ خدا (بتوں) کو اس تک پہنچنے کا وسیلہ دوسری بتوں کو پوجنا. صرف وسیلہ اختیار کرنے سے وہ مشرک نہیں ہوئے ورنہ قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کبھی وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ نہ فرماتا. مشرکین خدا کے دشمنوں یعنی بتوں کو سفارشی اور وسیلہ مانتے تھے اور مومن اللہ کے محبوبوں کو سفارشی اور وسیلہ سمجھتے ہیں لہٰذا وہ کافر ہوئے اور یہ مومن ہیں جیسے گنگا کے پانی. بت کے پتھر اور دیوالی کی تعظیم شرک ہے. مگر آب زم زم کے پانی. حجرِ اسود کے پتھر اور رمضان کی تعظیم عبادت اور عینِ ایمان ہے. ڈاکٹر صاحب اگرچہ زبانی اقرار سے شفاعت کا انکار نہیں کرتے ہوں گے مگر ان کے الفاظ کی ہیرا پھیری سے ظاہر ہے کہ

Marfat.com

شفاعت کا انکار عین اس کا مقصد ہے۔ چنانچہ انہوں نے یہاں مث پر بھی ان آیات کو پیش کیا ہے جن میں کافروں کے لیے شفاعت کے غیر مفید ہونے کو فرمایا ہے۔

جن آیتوں میں شفاعت کی نفی ہے وہاں تو دھونس کی شفاعت۔ یا کفار کی شفاعت یا بتوں کی شفاعت مراد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی جبراً شفاعت نہیں کر سکتا۔ یا کافروں کی شفاعت نہیں۔ یا بت شفیع نہیں۔ ورنہ قرآن کریم کی بہت سی آیتوں کا انکار لازم آئے گا اور اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق بن جائے گا جو کہ عین کفر ہے۔ قرآن عزیز سے مسلمانوں کے لیے دربار خداوندی میں سفارش کئی کئی بار ثابت ہے جیسا کہ فرمایا اَلَّذِيْنَ يحملون العرش ومن حوله يسبحون بحمد ربهم ويؤمنون به ويستغفرون للذين آمنوا (سورۃ المومنون ۷ تا ۹ آیت) وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ فرشتے جو عرش کے گرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مومنوں کے لیے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور فرمایا واستغفر لهم (آل عمران ۱۵۹) واستغفره انه كان توابا۔ (النصر) واستغفر لهم الله ان الله غفور الرحيم (النور ۶۳) واستغفر لهن الله ان الله غفور رحيم (الممتحنہ ۱۲)

ان تمام آیات کو ملانے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سید دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ شفاعت عطاء کیا گیا ہے تاکہ اُمت کے لیے مغفرت فرما دیں اور امت ان کو اپنے لیئے باعثِ نجات اور وسیلۂ فلاح سمجھے۔ مگر منافقین نے آپ کے وسیلۂ استغفار بنانے کو کفر سمجھا اور سرتابی کی اس کو قرآن حکیم نے یُوں بیان فرمایا وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْلَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَ رَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ یَسْتَکْبِرُوْنَ ○ (المنٰفقون ۵)۔

اور جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تاکہ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے تو وہ اپنے سروں کو لٹکاتے ہیں اور تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ اس بات سے رک جاتے ہیں غرور اور تکبر کی حالت میں۔

اس کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب کے گواہ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں جب بعض مسلمانوں نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی کو مشورہ دیا کہ دربار سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر اپنی غلطی کا اعتراف کرے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے لیے دست مغفرت پھیلائیں تو اس نے کہا تم لوگوں نے مجھے پہلے اسلام لانے کا مشورہ دیا جو میں نے قبول کیا اور اسلام لے آیا۔ پھر تم نے مجھے زکوٰۃ ادا کرنے کا مشورہ دیا وہ بھی میں نے قبول کیا اور زکوٰۃ ادا کر دی۔ اب تمہارے لیے یہی بات باقی تھی کہ تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کر دوں۔ چنانچہ سر مٹکاتے ہوئے چلا گیا۔ یعنی منافق سید دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت وسفارش کو شرک سمجھتے تھے۔
(روح المعانی ج ۲۸ ص ۱۱۳)

اب خدا را انصاف کیجئے اور ڈاکٹر صاحب کی عبارت کو بار بار پڑھیئے کہ اس گستاخانہ کلام اور رئیس المنافقین کے کلام میں کیا فرق ہے۔ بھائیو! آج بھی زائرین سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فقہ کا حکم ہے کہ دربار سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دیتے وقت یہ حالت ہو کہ ثمّ یسأل النبیّ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم الشفاعۃ فیقول یارسول اللہ اسئلک الشفاعۃ واتوسل بک الی اللہ فی ان اموت مسلماً علیٰ ملتک وسنّتک
(ڈاکٹر صاحب کے گواہ فتح القدیر ج ۲ ص ۳۳۷)

صلوٰۃ وسلام کے بعد سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت طلب کرتے ہوئے یوں عرض کرے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں جناب سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کا وسیلہ پکڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری موت آپ کی ملت اور آپ کی سُنّت پر فرمائے۔ اور پھر یہ گواہ لکھتے ہیں۔
جس نے سلام پیش کرنے کا کہا ہو اس کا اور اس کے باپ کا نام لیکر اس کا سلام پیش کرے۔

دیکھئے شرع شریف میں انبیاء علیہم السلام کا یہ مرتبہ ہے کہ آپ کے اوصاف کے ساتھ ندائیں کریں۔ سلام عرض کریں اور

Marfat.com

توسل کرنے۔ حاجتیں مانگنے، شفاعت طلب کرنے اسلام پر قائم رہنے کی دعا آپ کے وسیلہ سے مانگنے کی تلقین و تعلیم فرما رہے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب ان سب امور کو شرک ٹھہرا کر تمام ائمہ دین صحابہ تابعین بلکہ خود اپنے گواہوں کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

ڈاکٹر صاحب کو ان کے اپنے گھر کے حوالے پیش کیے ان کی طبیعت بالکل ملین ہو کر صاف ہو گئی ہوگی۔ انشاء اللہ اب اُن کو کسی اور مسہل کی ضرورت بالکل نہ پڑے گی۔

نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا خواب میں تشریف لانا

ڈاکٹر صاحب نے انبیاء علیہم السلام کی حیات اور ان کے علم و تصرف کے انکار میں اپنے کتابچے کے ص۱۲ تا ص۱۴ پر نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں تشریف لانے کو زیر بحث لا کر اس نعمت کو بھی بدعت قرار دیا ہے اگرچہ حالت نوم کے غلبہ کی وجہ سے سمجھنے یا یاد رکھنے میں عام انسانوں سے غلطی لگ سکتی ہے لیکن اس کو کلیۃً نظر انداز کرنا بھی ممکن نہیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے لم یبق من النبوّۃ الا المبشرات، نبوّت ختم ہو چکی ہے اور سچے خواب رہ گئے ہیں اور فرمایا الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ (ابن کثیر ج ۲ ص۴۵۴، بخاری شریف کتاب الرؤیا) سچا خواب نبوت کے چالیسویں شعبہ جات میں سے ایک شعبہ ہے۔

Marfat.com

نیز فرمایا۔ اتقوا من فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ (رواہ الترمذی) مومن کی فراستِ قلبیہ سے ہوشیار اور خائف رہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں تشریف لانا اور کسی نیک بخت کا زیارت سے مشرف ہونا اتنا اہم اور بنیادی مسئلہ ہے کہ محدثین حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کے لیے علیحدہ علیحدہ باب تجویز کیے ہیں۔ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب تعبیر الرؤیا اور امام ترمذی نے شمائل ترمذی میں باب ما جاء فی رؤیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام قائم کر کے اس میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے سات احادیث روایت فرمائی ہیں۔ یزید فاسی۔ ابوقتادہ۔ انس بن مالک۔ عبداللہ ابن مسعود۔ ابوہریرہ۔ طارق بن اشیم

اسی باب میں ہے کہ یزید فاسی رضی اللہ عنہ نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا ذکر فرمایا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے لھم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا (سورۃ یونس ع ۶۳) اس ارشادِ خداوندی سے مراد امام الانبیاء کے ارشادِ گرامی میں یہ ہے ھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ۔ بشریٰ سے مراد وہ بہترین خواب ہے جو کسی مسلمان کو آئے۔ یا اس کے

Marfat.com

بارے میں دوسرے کو آئے۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب کے گواہ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۵۳/۲) پھر اس پر علامہ ابن کثیر نے کافی تعداد میں صحیح احادیث نقل کی ہیں طوالت کے خوف سے یہاں درج نہیں کیے گئے وہاں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

اذان کا طریقہ اور الفاظ نیند کے القاء سے ثابت ہیں بلکہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ اکثر اوقات صبح کی نماز کے بعد حاضرین سے خواب کے متعلق پوچھتے اور خود اس کی تعبیر فرماتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو خداوند کریم نے جو خاص نعمت عطاء فرمائی تھی۔ ویعلمک من تاویل الاحادیث۔ (یوسف ۶) وہ خوابوں کی تعبیر تھی مثلاً اپنے قیدی ساتھیوں کے خوابوں کی تعبیر۔ شاہ مصر کے خواب کی تعبیر۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ کفار کے خواب بھی باطل محض نہیں ہوتے جس پر قرآن گواہ ہے چہ جائیکہ مسلمانوں کے خواب۔

انک لا تدری کا مفہوم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں تشریف آوری کے بحث میں ص ۱۳۱ پر سورۃ المائدہ کی آیت ۱۰۹ لکھ کر انبیاء علیہم السلام سے علم وادراک کی نفی پر ڈاکٹر صاحب نے اپنی طرف سے باتیں بنائی ہیں مناسب ہے کہ اس بارے میں ان کے گواہ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۱۴

Marfat.com

کی تشریح لکھوں۔ قال علی ابن طلحہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما یقولون للرب وتعالیٰ لا عِلْمَ لنا الا انت اعلم بہ منا رواہ ابن جریر ثم اختار ولا شک انہ قول حسن وھو من باب التادب مع الرب جل جلالہ ای لا علم لنا بالنسبۃ الیٰ علمک المحیط بکل شیئٍ فنحن وان کنا اُجبنا وعرفنا من اجابنا ولکن منھم من کنا انما نطلع ظاھرہ لا علم لنا بباطنہ وانت العلیم بکل شیئٍ المطلع علیٰ کلّ شیئٍ فعلمنا بالنسبۃ الیٰ علمک کلا علم فانک وانت علام الغیوب) علی ابن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام رب تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ ہمیں کوئی بھی ایسا علم حاصل نہیں جس میں تو ہم سے زیادہ واقف نہ ہو۔ اس کو جریر نے روایت کیا اور اس توجیہہ کو اختیار کیا اور یہ قول بہت اچھا اور خوب تر ہے۔ اور اس میں رب تعالیٰ کے ساتھ ادب و نیاز والا طریقہ ہے یعنی تیرے علم محیط کے مقابل میں ہمیں کچھ علم نہیں ہمیں اگرچہ انہوں نے جواب دیا اور ہم جواب کو اور جواب دینے والوں کو جانتے ہیں لیکن ان میں ایسے افراد بھی ہیں جن کے ظاہر کا تو ہمیں علم تھا لیکن باطن کا نہیں اور تو ہر شے کا علیم اور سب پر مطلع ہے ہمارا علم تیرے علم کے مقابل نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ تو علام الغیوب ہے۔

Marfat.com

الغرض حضرت عبداللہ ابن عباس، ابن ابی طلحہ، ابن جریر اور ابن کثیر کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کا یہ جواب ادب و نیاز پر مبنی ہے اس سے مدّعائے خصم ثابت نہیں ہوتا اس کی نظیر بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت میں بھی آئی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج وداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ ای شہر ھٰذا۔ ای بلد ھٰذا۔ فای یوم ھٰذا۔ (مشکوٰۃ شریف باب المناسک صہ ۲۲۳) حجۃ الوداع کے موقع پر قریبًا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ یہ خطبہ سن رہے تھے ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کو مہینہ، شہر اور دن کا نام یاد نہ تھا لیکن ادب و نیاز سے سب کا ایک ہی جواب تھا اللہ و رسولہٗ اعلم جب رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کے ادب کا تقاضا یہ تھا تو جناب الٰہی میں انبیاء علیہم السلام کے ادب و نیاز کس حد تک ہونا چاہیئے تھا بس یہی مراد ان جیسی دیگر آیات کا بھی سمجھیئے۔

اب بخاری شریف کی حدیث جو مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ میں ہے ڈاکٹر صاحب نے پوری حدیث نقل نہیں کی۔ ورنہ پڑھنے والوں پر ان کا راز افشاء ہو جاتا۔ پوری حدیث یوں ہے۔

عن سہل بن سعد قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی فرطکم علی الحوض من مر علی شرب ومن یشرب

Marfat.com

لم یظمأ ابداً لیردن علی اقوام اعرفهم و یعرفونی ثم یحال بینی و بینهم فاقول انهم منی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں جو مجھ پر گزرے گا وہ پئے گا اور جو پئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا۔ میرے پاس کچھ قومیں آئیں گی جن کو میں پہچانتا ہوں اور وہ ہم کو پہچانتے ہیں پھر میرے اور ان کے درمیان آڑ کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا یہ تو میرے لوگ ہیں تو کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا نئے کام کیے ہیں میں کہوں گا دوری ہو۔ دوری ہو۔ اس کو جو میرے بعد دین بدلے

خط کشیدہ الفاظ کو پڑھیئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اعرفهم جن کو میں پہچانتا ہوں پھر فرماتے ہیں انهم منی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان طعن کے طور پر ہو گا۔ انک لا تدری ملائکہ یا اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ آپ ان کو نہیں جانتے یہ ان کو غمگین کرنے کیلئے ہو گا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں جہنمیوں کے بارے میں ہے۔ ذق انک انت العزیز الکریم (دخان ۴۹) چکھ تو بڑا معزز و مکرم ہے۔ یعنی استہزا کیا جائے گا۔ کہ یہ تیری تعظیم ہو رہی ہے۔ جیسا تو دنیا میں اپنے کو معظم و مکرم سمجھ کر ہمارے احکام کو عار سمجھتا تھا۔ نیز اس دن نیکوں اور مجرموں کے علامات ہوں گے۔ سیماهم فی وجوههم من

Marfat.com

انوا السجود اور یعرفون المجرمون بسیماھم لیکن ڈاکٹر صاحب مصر ہیں کہ یہ علامات دیکھ کر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر نہ ہو گی اللہ تعالیٰ سمجھ نصیب کرے۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور قصہ کے متعلق لکھتے ہیں یہ بھی اسی قبیل ہے (یعنی خواب والا ناقابل اعتماد واقعہ) بے اصل اور بے بنیاد ہے۔ استغفراللہ! جو نہ مانے بے اصل اور بے بنیاد ہو گا اور جو مانے خواہ کچھ بھی ہو حقیقت ہو گا۔

ع چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یہ قصہ بالکل حقیقت ہے جو ڈاکٹر صاحب کے گواہ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الوفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ کے الفصل الثامن وعشرون ج ۲ صفحہ ۶۴۸ تا ۶۵۱ پر لکھا ہے جس کے شروع میں لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جمال الدین اسنوی نے ۷۰۱ ہجری میلادی میں ایک کتاب بنام الانتصارات الاسلامیہ لکھی ہے جس میں یہ تحریر کیا ہے کہ کسی حال میں بھی نصاریٰ کو خادم نہ رکھا جائے اور نہ ان پر اعتماد کیا جائے (واقعی اس طرح کرنے سے سنگین بُرے نتائج پیدا ہونے پر تاریخ گواہ ہے جیسا کہ مقدمہ تفسیر حقانی صفحہ ۳۰ پر ہندوستان میں فرنگیوں کی ابتدائی عملداری میں قلمی قرآن شریف خریدنے اور اس میں تحریف کرنے کا مشہور واقعہ مذکور ہے) لیکن ڈاکٹر صاحب کا اتحاد ثلاثہ اینڈ کمپنی لمیٹڈ انگریزوں کے تیار کردہ مذہبی بہروپیے اور

Marfat.com

ایجنٹ ہی انصاف سے کہئیے کہ اس قصّہ کو مذکورہ گواہی کے باوجود بے بنیاد کہنا اس کمپنی کا غیر مسلموں کی پکّی طرفداری کا بیّن ثبوت ہے، یا نہیں اب پورا واقعہ ڈاکٹر صاحب کے ص۶ کے مذکورہ بالا گواہ سے تازگیٔ ایمان کے لیے ملاحظہ کیجئے۔

سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں سُلطان نے تین رات نماز تہجّد کے بعد لگاتار خواب میں یہ دیکھا کہ سیّد دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلم دو بدبخت انسانوں کی طرف اشارہ فرما کر یہ حکم دے رہے ہیں کہ مجھے ان دو بدبختوں سے بچاؤ سلطان نے اپنے سعادت مند وزیر جمال الدین موصلی سے یہ واقعہ بیان کیا تو اس نے مشورہ دیا کہ یہاں اب بیٹھنا نہیں چاہیئے بلکہ خفیہ طور پر مدینہ منورہ پہنچ کر اس صُورتِ حال سے نمٹا جائے۔ چنانچہ اپنے بیس خدّام اور کافی مال ساتھ لے کر سولہ دِن سفر طے کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور حکم دیا کہ سب اہل مدینہ آئیں تاکہ ان کو انعام دیا جائے سب اہل مدینہ آئے مگر جن دو کی شکل خواب میں دکھائی گئی تھی وہ نہ آئے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ دو ایسے پردیسی یہاں قیام پذیر ہیں جو رات دن عبادت میں مصروف رہتے ہیں کسی کے ہاں نہیں آتے جاتے۔ آخر سلطان نے ان کو بُلایا، تو وہی نکلے جو خواب میں دکھائے گئے تھے۔ سلطان ان کے حجرہ میں گیا تو ایک چٹائی کے نیچے ایک سُرنگ کو پایا

Marfat.com

جو روضۂ اطہر کو پہنچ چکی تھی سلطان کے استفسار پر انہوں نے راز کھول دیا کہ وہ اُندلس کے عیسائی ہیں اور عیسائی حکومتوں نے ان کو اس لیے بھیجا ہے کہ جسدِ اطہر کو نکال کر لے جائیں اور وہ ساری کارروائی جو انہوں نے کی تھی بیان کر دی۔

آخر سلطان نے ان کی گردن اڑا دی اور پھر ان کی لاشوں کو جلا دیا اس کے بعد پانی تک زمین کھود کر سیسہ اور قلعی پگھلا کر دیوار بنا دی، جو حجرۂ اطہر کے اندر ہے اور جالیوں سے نظر آتی ہے۔ اس واقعہ کو جذب القلوب، حجۃ اللہ العالمین میں موجود ہے کے مؤلف نے مدینہ منورہ کے علما اور مشائخ سے بھی نقل کیا ہے اور اسی کو زین مراغی خالد بن محمد بن محمد قیصرانی اور موفق الدین ابو القاسم نے باسند نقل کیا ہے۔

ص۱۶ پر رائی کا پربت میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں خدا معلوم کہ لوگوں نے نبیؐ کے خواب میں آنے کے بے حساب افسانے تراشے ان سے ان کا کیا مطلب ۔۔ الخ

اگرچہ اس سے قبل لکھ چکا ہوں کہ مفسر ابن کثیر ڈاکٹر صاحب کے گواہ نے اس بارے میں بے شمار احادیث نقل کی ہیں اور اس پر کافی بحث کی ہے کہ یہ افسانے نہیں حقیقت ہے۔ اب ڈاکٹر صاحب کا ص۱۵ پر دوسرے گواہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی بھی سنیئے تاکہ یہ حقیقت واضح سے واضح تر ہو جائے۔

حافظ صاحب موصوف اپنی کتاب الروح ص۱۴۰ میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت صعب بن جثامہ کی وفات کے بعد حضرت عوف بن مالک نے ان کو خواب میں دیکھا تو دوسری باتوں کے علاوہ حضرت صعب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ میں نے فلاں یہودی سے دس دینار قرض لئے تھے وہ فلاں جگہ پڑے ہیں وہ اس کو دے دیں۔ نیز میری بیٹی چھ دن کے بعد مر جائیگی۔ چنانچہ حضرت عوف نے اس جگہ سے دس دینار لے کر اس یہودی کو ادا کیے اور واقعی اس کی بیٹی چھ دن کے بعد فوت ہو گئی۔

پھر آگے اس کتاب کے ص۱۵ پر حافظ صاحب دُوسرا واقعہ لکھتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کسی نے اُن کی زرہ اُتار کر ایک پوشیدہ جگہ پر رکھ دی۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ ادھر تو ایک آدمی کو خواب میں آئے کہ جاکر حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہدیں کہ میری زرہ فلاں آدمی نے فلاں جگہ چھپا رکھی ہے۔ وہاں سے لے لیں اور ادھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں آئے کہ مجھ پر جتنا قرض ہے میرے مال سے ادا کیجئے، نیز میرا فلاں غلام آزاد کیجئے۔ چنانچہ ان دونوں جلیل القدر صحابیوں نے ان کے اس اِطّلاع کو دُرست سمجھ کر اس پر عمل کیا اور وہ سب باتیں دُرست نکلیں۔ یہ واقعہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کا ہے کسی نے اس پر انکار نہیں کیا۔ تو گویا یہ اجماع بن گیا۔

خود سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب مبارک میں بعض روایات کی تصدیق فرمائی جیسا کہ مشکوٰۃ شریف باب ما یقول

Marfat.com

عند الصباح والمساء والمنام میں ابو عیاش رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صبح و شام مندرجہ ذیل دعا پڑھے گا اس کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کو دس نیکیاں ملیں گی اور اس کی دس برائیاں ختم ہو جائیں گی اور دس درجے بلند ہونگے۔ ایک مرد کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس روایت کی تصدیق فرمائی وہ دعا یہ ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اسے ابی داؤد، ابن ماجہ، نسائی، ابن ابی شیبہ اور سنی نے روایت کیا۔

عالم مثال کی اصطلاح

ص۱۶ پر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں عالم مثال ایک غلط اصطلاح ہے چونکہ یہ بحث بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں تشریف لانے کی طرح ہے اس لیے اس کی وضاحت بھی سُنئے۔

دُنیا میں ہر چیز کے دو وجود ہیں۔ ایک تو وہ جو ہم کو نظر آتا ہے اور ایک وہ جو ہم کو نظر نہیں آتا۔ حقیقی وجود یہی ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا اور یہ جو نظر آتا ہے یہ اس کا لباس ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں۔ مثلاً انسان دو حصوں پر مشتمل ہے ایک وہ جو ہمیں نظر آتا ہے اور ایک وہ جو ہمیں نظر

Marfat.com

نہیں آتا، مگر پانی سے مقصود وہی حصّہ ہے جو نظر نہیں آتا۔ ایک پیاسا آدمی پانی تو اس لیے پیتا ہے کہ اسے ٹھنڈک پہنچ کر پیاس بجھ جائے۔ اگر وہ پانی گرم ہے تو پانی ہونے کے باوجود پیاسے آدمی کو فائدہ نہیں دے سکتا۔ یا یُوں سمجھیں کہ وجود کی دو موٹی موٹی قسمیں ہیں ایک وجودِ حسی جو سب کو دیکھنے میں نظر آتا ہے۔ اور دُوسرا وجودِ مثالی جو سب کو نظر نہیں آتا۔ مگر بعض کو آجاتا ہے۔ جیساکہ فرشتوں کا وجود' کوئی ذات باوجود اپنی حالت وصحت کے کسی دُوسری صورت میں ظہور کرے تو یہ دُوسری صورت مثالی کہلاتی ہے جو شرعاً معتبر ہے اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

قرآن کریم میں حضرت مریم علیہا السلام کے ذکر میں ہے **فتمثل لھا بشراً سویّا** (سورہ مریم آیت ۱۷) تو یہاں فرشتے کا وجود مثالی تھا، حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے پاس بھی فرشتے انسانی شکل میں آئے اور اسلام کی تقریباً تو ساری وحی جبرئیل امین مثالی صورت میں لائے۔

ایمان۔ اسلام اور احسان کی تعریف کرتے ہُوئے جبرئیل امین ایک اجنبی انسان کی صورت میں تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ **ھٰذا جبریل اتاکم دینکم** (مشکوٰۃ باب الایمان) معلوم ہُوا کہ عالم مثال کو غلط اصطلاح کہنے والا خود ہی غلط ہے۔ اسی طرح وجود مثالی کا متعدد مکانات میں بیک وقت

Marfat.com

موجود ہونا بھی جائز اور ممکن ہے اور آج کل کی جدید ترقیات نے تو اس کو نہ صرف ممکن بلکہ امر واقع بنا دیا ہے مثلاً ٹی وی ۔ رڈیار یڈار وغیرہ

اب وجودِ مثالی کا ذکر سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات میں سُنیئے۔ عن قرۃ المزنی ان رجلا کان یأتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ ابن لہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقال ما فعل ابن فلان قالوا یارسول اللہ مات فقال رسول اللہ صلی اللہ اما تحب ان لا تاتی بابا من ابواب الجنۃ الا وجدتہ ینتظرک فقال رجل یارسول اللہ لہ خاصۃ ام لکلنا قال بل لکلکم ۔
(مشکوٰۃ شریف باب البکاء علی المیت فصل ثالث)

قرہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک چھوٹے بچے کے ساتھ حاضر ہوا کرتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تجھے اس کے ساتھ محبت ہے تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس طرح اس کے ساتھ میری محبت ہے اسی طرح آپ کو بھی اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنائے۔ کچھ دن بعد حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے وہ بچہ نہیں دیکھا پوچھا وہ بچہ کیوں نہیں آتا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ تو فوت ہو چکا ہے (اور اس کا باپ غمزدہ ہے) تو سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جنت کے جس دروازے سے

Marfat.com

تو آئے تو اس بچے کو اپنے استقبال کے لیے منتظر پائے۔ یہ بشارت سُن کر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ بشارت صرف اسی کے لیے ہے یا سب اُمّت کے لیے۔ فرمایا نہیں تم سب کے لیے ہے۔

دیکھئے جنّت کے آٹھ دروازے ہیں (فی الجنّۃ ثمانیۃ ابواب مشکوٰۃ باب القدم) تو بیک وقت نابالغ اولاد کا آٹھوں دروازوں میں انتظار کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ وجود مثالی بیک وقت متعدّد جگہ موجود ہو سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہُوا کہ یہ صرف حیات

[illegible]

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حارثہ بن نعمان کو جنت میں قرآن کی قرأت کرتے ہوئے دیکھا اور پھر صحابہ سے یہ ارشاد فرمایا کہ اس انعام کی وجہ بھی بیان فرمائی کہ حارثہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار تھے۔ (مشکوٰۃ باب البر والصلہ) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی مرتبہ جنت میں دیکھا (مشکوٰۃ باب التطوع)

جواب سنئے ایک دو واقعے ڈاکٹر صاحب کے گوہ الوفاء الوفا [illegible] ابن جلا کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حاضری کی دولت نصیب ہوئی، بھوک سے نڈھال ہو کر دربار سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

ہیں آج رات آپ کا مہمان ہوں۔ یہ کہہ کر روضۂ اقدس اور منبرِ نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے درمیان سو گیا۔ حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خواب میں تشریف لائے اور مجھے ایک چپاتی عنایت فرمائی میں آدھی کھا چکا تھا کہ نیند سے بیدار ہُوا دیکھا تو باقی آدھی چپاتی اب بھی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ اسی طرح کا دُوسرا واقعہ ابوالخیر اقطع کے ساتھ بھی پیش آیا۔ (ملاحظہ ہو الوفا، الوفا، ص ۱۳۸)

نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر اُمّت کے اعمال کا پیش کیا جانا اور حیاۃ النّبیّ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

ص ۱۰۱ پر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں محدثین کا اجماع ہے کہ عرضِ اعمال کی یہ روایت من گھڑت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا خود من گھڑت ہے ورنہ محدثین کے اجماع کے لیے کتاب کا نام اور پورا حوالہ ضرور لکھ دیتے۔ لیکن اگر ڈاکٹر صاحب یہ الفاظ نہ لکھتے تو عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لیے دھوکہ کس طرح دے سکتے۔ اور اپنے اتحادِ ثلاثہ کے اراکین کو کس طرح مطمئن رکھ سکتے۔ یہ حدیث ابونعیم کے حلیۃ الاولیاء۔ ابن سعد کے طبقات۔ جامع صغیر اور مسند حارث میں موجود ہے۔ نیز ڈاکٹر صاحب کے گواہ تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۴۵۰ میں سورۂ رُوم کی آیت ۵۳ کے تحت لکھتے ہیں :—

Marfat.com

وذکر ابن ابی الدنیا عن احمد بن ابی الحواری قال:
ثنا دخل عباد بن عباد علی ابراهیم بن صالح وھو
علی فلسطین فقال عظنی قال بم اعظك اصلحك
الله؟ بلغنی ان اعمال الاحیاء تعرض علی اقاربهم
من الموتٰی فانظر ما یعرض علی رسول الله صلی الله
علیه وسلم من عملك فبکیٰ ابراهیم اخضل لحیته

نیز اسی طرح دوسری روایت بھی اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔
قال عبد الله بن مبارك حدثنی ثور بن یزید عن
ابراهیم عن ایوب: قال تعرض الاعمال الاحیاء علی
الموتیٰ فاذا راؤا حسناً فرحوا واستبشروا
وان راؤ سوءًا قالوا اللّٰھم راجع به۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کے دوسرے گواہ الوفاء الوفاء صفحہ ۱۳۵۲
پر لکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ تعرض علی
اعمالکم فما رأیت من خیر حمدت الله علیه وما
رأیت من شر استغفرك الله۔ (رواہ البزار برجال الصحیح)
اور ایک روایت میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
ایسے اعمال نہ کرو جس سے تمہاری اموات کو دکھ اور رسوائی ہو۔
(ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب کے گواہ روح المعانی ج ۱۴، صفحہ ۲۱۳)
تو معلوم ہوا کہ اُمت کے اعمال کا پیش ہونا نہ صرف حضورِ اکرم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلکہ دُوسرے اقارب اموات پر پیش ہونا بھی صحیح ہے۔ صلا پر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ قرآنِ کریم یہ قاعدہ کُلیہ بیان فرماتا ہے ومن ورآئھم برزخ الیٰ یوم یبعثون (المؤمنون ۱۰۰) یہ بالکل صحیح ہے لیکن اس میں یہ کہاں ہے کہ برزخ میں زندگی نہیں۔ برزخ کا معنی پردہ اور آڑ ہے دو چیزوں کے درمیان، جیساکہ سورۃ الرّحمٰن آیت ۱۹، ۲۰ میں ہے۔ مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان۔ اللہ تعالیٰ نے دو دریا چلائے ہیں جو ملکر تو چلتے ہیں مگران دونوں کے درمیان ایک رکاوٹ ہے جس کی وجہ سے ایک کا پانی دُوسرے پر نہیں چڑھ سکتا۔ بس اسی طرح دنیا والوں اور مسافرانِ آخرت کے درمیان ایک پردہ حائل کردیا گیا ہے۔ اُن کے حالات اب یہ نہیں دیکھ سکتے۔ مگر وہاں مستقل اس جہان کے مطابق زندگی شروع ہوجائے گی۔ جس طرح پردے کے پیچھے کوئی کام ہوتا ہے تو وہ دوسری طرف والوں کو نظر نہیں آتا، مگر وہ ہوتا ضرور ہے۔ کبھی کبھی عبرت اور زیادہ یقین کے لیے کسی سے یہ پردہ اٹھایا بھی جاتا ہے۔ اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبھا الصّلوٰۃ والسلام میں ایسے بہت سے سعادت مند گزرے ہیں جنہوں نے موت کے بعد عالم برزخ کے انعام واکرام سے زندہ لوگوں کو آگاہ کیا۔ تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص۲۹۹ میں سورۃ الاعراف کی آیت ۲۰۱ کے تحت لکھا ہے۔

(۱) ایک جوان مسجد میں عبادت کیا کرتا تھا اس پر ایک عورت مائل ہوگئی اور اس جوان کو بُرائی کی دعوت دی۔ یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ قریب تھا

Marfat.com

کہ اس کے گھر میں داخل ہوتا۔ پس اسی جوان کو یہ آیت یاد آئی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ تو غش کھا کر گر پڑا پھر کچھ افاقہ ہُوا پھر بے ہوش ہو کر گر پڑا اور مر گیا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ اس کے باپ کے پاس تعزیت کے لیے آئے وہ رات کو دفن کیا گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ اس کی قبر پہ گئے اور اپنے ساتھیوں سمیت دُعا کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے اسے آواز دی۔ اے جوان، جو شخص اپنے رب کے رُو بُرو کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنّت ہیں، تو قبر سے اُس نے جواب دیا۔ کہ اے عُمر رضی اللہ عنہٗ یہ دونوں چیزیں میرے رب نے جنّت میں دو دفعہ دی ہیں۔

(ب) قباث بن رزین ابی ہاشم رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگ روم میں ہم دشمنوں کے ہاتھوں قید ہو گئے۔ شاہ روم نے ہمیں اپنے پاس بُلوایا، اور کہا یا تم اس دین کو چھوڑ دو یا قتل ہونا قبول کرو۔ ایک ایک سے وہ کہتا کہ ہمارا دین قبول کر لو۔ ورنہ جلّاد کو تمہاری گردن اڑانے کے لیے حکم دیتا ہُوں تین شخص مُرتد ہو گئے جب چوتھا آیا تو اُس نے بُت پرستی سے صاف انکار کیا۔ بادشاہ کے حکم سے اس کی گردن اُڑا دی گئی اور اس کے سر کو نہر میں ڈال دیا گیا۔ وہ سر نیچے ڈوب گیا پھر تھوڑی دیر بعد پانی کی سطح پر آ نکلا اور ان تینوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اے فلاں، اے فلاں، اے فلاں جب وہ اس سر کی طرف متوجہ ہُوئے سب درباری بھی دیکھ رہے تھے۔ خود بادشاہ بھی تعجّب کے ساتھ سُن رہا تھا پھر اس سر نے کہا سُنو خداوند تعالیٰ

Marfat.com

فرماتا ہے ۔ یاایتھا النفس المطمئنۃ ○ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ ○ فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی ○ اتنا کہہ کر اس سر نے پھر پانی میں غوطہ لگایا۔ اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ تینوں مرتد پھر مسلمان ہو گئے قریب تھا کہ دیگر درباری بھی مسلمان ہو جاتے ۔ بادشاہ سمجھ گیا اور فوراً دربار برخاست کیا وہ تینوں اور ہم سب قید میں رہے آخر خلیفہ ابوجعفر منصور کی طرف سے ہمارا فدیہ آیا اور ہم رہا ہو گئے ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد چہارم ص۵۴۱ ، سورۃ الفجر) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں قول المیت کا باب باندھا ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ موت فناء کامل کا نام نہیں وہ بدن اور دھڑ جس کو میت کہا گیا ہے وہ اب بھی بحکم الٰہی بول سکتا ہے ، سن سکتا ہے ، جواب دے سکتا ہے لیکن عقل کے پرستار اس سے منکر ہیں۔

(ج) سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ ایک نجرانی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نجران کے ایک بنجر غیر آباد علاقہ میں زمین اپنے کسی کام کیلئے کھودی گئی تو دیکھا کہ عبداللہ بن تامر کا جسم مبارک اس میں ہے۔ آپ بیٹھے ہوئے ہیں سر پر جس جگہ چوٹ آئی تھی وہیں ہاتھ ہے۔ ہاتھ اگر ہٹاتے ہیں تو خون بہنے لگتا ہے پھر ہاتھ کو چھوڑتے ہیں تو ہاتھ اپنی جگہ پر چلا جاتا ہے ۔ اور خون تھم جاتا ہے ہاتھ کی ایک انگلی میں انگوٹھی ہے جس پر لکھا ہوا ہے ربی اللہ ۔ چنانچہ اس واقعہ کی اطلاع قصر خلافت میں دی گئی یہاں سے فرمان ہو گیا کہ اسے یونہی رہنے دو۔ اور اوپر سے مٹی وغیرہ جو ہٹائی گئی تھی وہ

Marfat.com

ڈال کر پہلے کی طرح بے نشان کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد چہارم ص۵۲۴ سورۃ البروج)

بعض کور باطن حرمان نصیب قیل وقال سے برزخی زندگی کا انکار کرتے ہیں شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ اتمام حجت کے طور پر کبھی کبھی ایسے واقعات کا ظہور فرما دیتے ہیں جن سے برزخی زندگی کی تصدیق ہو جاتی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ سنریهم اٰیٰتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتیٰ یتبین لهم انه الحق اولم یکف بربك انه علیٰ کل شیئٍ شهید ہ (حٰمٓ السجدہ ۵۳)

اب ہم دکھائیں گے اپنی قدرت کے نمونے دنیا میں اور خود ان کی جانوں میں یہاں تک کہ کھل جائے ان پر کہ یہ ٹھیک ہے۔ کیا تیرا رب کافی نہیں بیشک اس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔

حضرت عُذیر علیہ السلام کا واقعہ

ص۱۸ پر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں انبیاء علیہم السّلام کے جسد کو مٹی نہیں کھاتی۔ اس ضعیف روایت سے ناسمجھ لوگ انبیاء علیہم السلام کی قبر میں زندگی ثابت کرتے ہیں۔

برادران من! یہ روایت ضعیف بالکل نہیں قرآن کریم اس کی تائید کرتا ہے اس سے بڑھ کر قوی روایت اور کون سی ہو سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ ان کی قوم نے جب ان کو آگ میں ڈالا تو وہ زندہ و سلامت رہے ثابت ہوا کہ بدن اور جسم کی سلامتی اس امر

Marfat.com

کی دلیل ہے کہ بدن کو حیات حاصل ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انّ اللّٰہ حرّم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء : بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ (رواہ ابوداؤد، والنسائی، وابن ماجہ، وابن خزیمہ، وابنِ حبان، والدارقطنی والنووی فی الاذکار) اس حدیث کو اتنے محدثین نے بیان کیا ہے اس لیے یہ حدیث ضعیف نہیں۔ نیز ڈاکٹر صاحب کے گواہ تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص۵۳۶ پر بھی یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں۔ وقد صحح ھذا الحدیث ابن خزیمۃ وابن حبان والدارقطنی والنووی فی الاذکار۔ اسی حضرتِ عُذیر علیہ السلام کے واقعہ سے نفی علم ثابت کرنا بھی باطل ہے کیونکہ (۱) کیا اللہ تعالیٰ کے دریافت فرمانے پر حضرتِ عُذیر علیہ السلام نے یہ عرض کیا تھا کہ میں نہیں جانتا تو پھر ڈاکٹر صاحب اپنی طرف سے ان کی لاعلمی کا فتویٰ اتنی بے رحمی سے کیوں دیتے ہیں۔ (ب) حضرتِ عُذیر علیہ السلام کو اپنی خبر رہی یا نہ رہی ہمیں بتلائیے کہ اتنی طویل مُدت میں آپ کو کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کیا وہ سارے لوگ نظر سے محروم تھے۔ اگر اُن کی نظر ہونے کے باوجود انہیں کچھ نظر نہیں آیا اور اس میں اُن پر نابینائی کا اعتراض نہیں کیا جاسکتا تو حضرت عُذیر علیہ السلام کو مُدتِ اقامت کے بارے میں علم نہ ہونے سے ان کی لاعلمی کیسے ثابت کی جاسکتی ہے۔ بلکہ ان لوگوں کی نظروں سے ان کا پوشیدہ ہونا اور مُدتِ اقامت کی طرف

Marfat.com

آپ کی بے التفاتی خاص مصلحت کے لیے تھی۔ عند اللہ بیت المقدس کی آبادی
اور چہل پہل میں سو سال لگتے تھے نہ بیت المقدس کی تعمیر و ترقی والی مدت
میں کمی فرمائی لیقضی اللہ امرًا کان مفعولا ہ (الانفال ۴۲) اور
نہ ہی حضرت عُذیر علیہ السلام کی دُنیاوی عُمر کو اتنا لمبا فرمایا کہ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ
سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (سبا ۳۰) کا خلاف لازم آئے۔ اور اسی عرصہ
میں انہیں حزن و ملال کے پہاڑ برداشت کرنا پڑے۔ (ج) حضرت عُذیر
علیہ السلام نے جو مُدت بیان فرمائی وہ اس سے مختلف ہے۔ جو اللہ تعالیٰ
نے بیان فرمائی لیکن قول دونوں صحیح ہیں اور یہ طے زمانی پر مبنی ہے جیسا
کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال ہوگا۔ لیکن اہل ایمان کے حق میں ایک وقت
کی نماز سے بھی کم گزرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے عُذیر علیہ السلام سے پوچھا تو

یہ پوچھنا اس پر دال ہے کہ اس کو علم تھا ورنہ اللہ کا یہ سوال لغویات
میں سے ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ لغویات سے منزّہ ہے۔ پھر جب علم تھا
تو غلط کیوں کہا حالانکہ نبی جھوٹ نہیں بولتا اور اللہ تعالیٰ بھی سچّا اور اس کا
نبی بھی سچّا ہوتا ہے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ حضرت عُذیر علیہ السلام پر یہ اتنی طویل
زندگی اتنی بسر ہوئی جتنی کہ آپ نے بتائی تو حضرت عذیر علیہ السلام بھی سچے ہیں اس کی
مثال آپ کو بتائی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ بھی سچا ہے کہ اللہ نے فرمایا: فَانْظُرْ
اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّہْ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ
اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُھَا ثُمَّ نَكْسُوْھَا
لَحْمًا ؕ اب اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ کوئی بستی تک نہیں

Marfat.com

اور اپنے گدھے کی طرف بھی نظر کرو جس پر تم سوار تھے اور تمہارے اتنے دنوں مردہ رکھنے اور جلا اٹھانے سے مقصود یہ ہے کہ ہم تم کو لوگوں کے لیے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنائیں اور گدھے کی ہڈیوں کی طرف نظر کرو کہ ہم کیسے اُن کو کھڑا کرتے اور پھر اُن پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ لہٰذا اس واقعہ سے حضرتِ عُذیر علیہ السلام کی لاعلمی ثابت کرنا باطل اور خود اپنی لاعلمی کا اقرار ہے۔ فافہم۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درود قریب سے سُننا اور دُور سے اس تک پہنچایا جانا اور بیعتِ رضوان

ابوداؤد والی حدیث کے بارے میں بھی اگرچہ ڈاکٹر صاحب نے حسبِ عادت ضعف کی رَٹ لگائی ہے اس کو ضعفِ بصیرت کی وجہ سے صرف تضعیف نظر آتی ہے، توثیق نظر نہیں آتی لیکن یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں دُوسری سند سے روایت کر کے لکھا ہے۔ صلّوا علی حیثما کنتم فان صلوٰتکم تبلّغنی (ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۵۳۶) اس طرح امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے جس میں ہے فان صلوٰتکم معروضۃ علی۔ آخر میں لکھا ہے۔

Marfat.com

رواہ ابوداؤد ونسائی وابن ماجۃ عن حدیث حسین بن علی الجعفی وقد صحح ھٰذا الحدیث ابن خزیمۃ وابن حبّان والدار قطنی والنووی فی الاذکار (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۳۶)

بیعتِ رضوان کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے قرآنی حکم اور پوری حدیث کو نظر انداز کیا ہے ورنہ وہ اتحادِ ثلاثہ اینڈ کمپنی لمیٹڈ کی لیبارٹری میں تیار کردہ شرک کا فتویٰ ہرگز استعمال نہ کرتے۔ حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں۔ ھٰذہٖ ید عثمان فضرب بھا یدہ وقال ھٰذہٖ لعثمان۔ رواہ البخاری (مشکوٰۃ ص ۵۶۳)

جب تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لے لی گئی تو حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ حضور کو علم تھا کہ میرا عثمان زندہ ہے۔ کیونکہ بیعت زندہ کی ہوتی ہے مردہ کی نہیں اور قرآن کریم میں ارشادِ ربّانی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (الفتح ۱۰)

اے محبوب جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت ہی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ تو فرمائیے ڈاکٹر صاحب اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کو اپنی طرف منسوب کیا تو کیا اس کو بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زندہ ہونے کی خبر نہ تھی۔

Marfat.com

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
ہوتا ہے جو خراب وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

ملائکۃ السیاحین

ص۱۸ پر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں اسی طرح ملائکہ میں حین والی حدیث بھی موضوع (گھڑی ہوئی) ہے لیکن ڈاکٹر صاحب کے نقل کردہ حدیث کے علاوہ اس بارے میں ڈاکٹر صاحب کے گواہ کی زبانی صحیح حدیث بھی مروی ہے۔ روی البزار برجال الصحیح عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما عن النبیّ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قال ان للہ ملائکۃ سیاحین یبلّغونی عن اُمّتی ـــ (الوفاء الوفاء ص۱۳۵۳) کاش! ڈاکٹر صاحب صحیح احادیث کی طرف بھی نظر فرماتے تو مسلمانانِ عالم کو مشرک بنانے کا بوجھ سر پر نہ اُٹھاتے پھرتے۔ یا اسناد کی صحیح جانچ پڑتال کرتے تو بھی بِلا سوچے سمجھے شرک کی مُہر بے رحمی سے بے جا نہ لگاتے۔

دیکھئے زاذان کی شیعیت کا معاملہ بالکل قابل التفات نہیں کیونکہ علم حدیث سے تعلق رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ متقدمین کی تشیّع کو آج کل کی تشیّع پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور محدثین اہلِ تشیّع کی روایت مُطلقاً رَدّ نہیں کرتے۔ جیسے عبدالرزاق بن ہمام بن نافع کے متعلق ڈاکٹر صاحب کے گواہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے

Marfat.com

تقریب التہذیب ص۲۱۳ میں لکھا ہے ۔ ثقۃ حافظ مصنف شہیر عمی فی آخر عمرہ فتغیر وکان التشیع من الناسعۃ یعنی باوجود تشیّع کے ثقہ اور مقبول قرار دیا ہے ۔

نیز میزان الاعتدال ج۱ ص۵ میں ابان بن تغلب کے ترجمہ میں ڈاکٹر صاحب کے دوسرے گواہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے :۔ الکوفی شیعی ولکنہ صدوق فلنا صدقہ پھر آخر میں لکھتے ہیں فلو رُدّ حدیث ھؤلاء لذھب جملۃ من الاٰثار النبویّۃ و ھذہ مفسدۃ بیّنۃ ۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب اپنی تحریر ص۲۸ کے مطابق سخت ظلم کرتے ہیں کہ روایت تو لکھ دیتے ہیں مگر تبصرۂ محدثین کو چھوڑ جاتے ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ کریں تو پھر ان کی بناوٹی توحید کا راز فاش ہو جاتا ہے ۔

اس کے علاوہ زاذان کی توثیق بھی محدّثین نے کی ہے جس کے بارے میں جلد ہی انشاء اللہ روح کا بدن میں لوٹائے جانے کے بحث میں ملاحظہ کریں گے ۔ ذاذان کے متعلق عطا بن السائب فرماتے ہیں :
رَأَیْتُ خِیَارَ اَصْحٰبِ عَلِیٍّ ذَاذَان وَمَیْسَرَۃُ وَاَبَا الْبَخْتَرِی
مَیں نے حضرت علی کے بہترین ساتھیوں میں سے ذاذان ، میسرہ اور ابا البختری دیکھا ہے ۔ اور صحاح ستّہ کے مشہور راویوں میں سے ہے ۔ جب بخاری ، مسلم ، ترمذی ، ابن ماجہ ان سے حدیثوں کی روایات نقل کرتے ہیں تو ڈاکٹر عثمانی کون ہے کہ اس پر جرح کریں ۔

Marfat.com

گولڑہ شریف کے موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ سیّد نصیر الدین شاہ نصیر صاحب گیلانی نے تالیف راہ و رسمِ منزل ہا میں کیپٹن مسعود الدین کے متعلق تحریر کرتے ہیں عنوان کچھ یُوں ہے "مسعود دین نامسعود"۔ پھر آگے اس کے تحت لکھتے ہیں۔

"اسی طرح نام کے دو مسعود عروس البلاد کراچی کی مانگ میں سیندور بھرتے رہے اور بھر رہے ہیں۔ ایک کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی ایم۔بی۔بی۔ایس تھے جو کچھ عرصہ قبل انتقال کر گئے اور دُوسرے مسعود بی۔ایس۔سی ہیں جو غالباً ابھی بقیدِ حیات ہیں۔ مقدم الذکر کے پمفلٹ گاہے گاہے نظر سے گزرتے رہے جن کے مختلف عنوانات ہیں مثلاً یہ درگاہیں، تعویذ گنڈا شرک ہے تعویذات اور شرک یہ مزار یہ میلے توحیدِ خالص وغیرہ وغیرہ ان کتابچوں میں کیپٹن صاحب نے جی بھر کر اپنے دِل کی بھڑاس نکالی ہے۔ ان کے علاوہ اُن کا ایک وہ پمفلٹ بھی میری نظر سے گزرا جس میں انہوں نے خواجگان چشت کو کافر و مشرک تک کہا اور حضرت غریب نواز اجمیری سے لیکر حضرت نظام الدین محبوب الٰہی تک مشائخ کے نام لکھ کر ان کو کافر و مشرک کہا (عیاذ باللہ) تعجّب ہے کہ وُہ اکابرِ اُمّت جن کے دم قدم سے سرزمین ہند اسلام سے آشنا ہُوئی اور جنہوں نے اپنے بے مثال اسلامی کردار سے ہند کی سرزمینِ کفر میں ایمان و توحید کے پھُول کھلائے اور جن کا وجود صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ مسلمان گر تھا اگر عثمانی صاحب کے نزدیک یہ ہستیاں کافر و مشرک تھیں تو ہم عثمانی صاحب کے ایمان کی تصدیق کیونکر کر سکتے ہیں۔"

Marfat.com

آگے موصوف لکھتے ہیں۔ ”مؤخر الذکر مسعود بی۔ ایس۔ سی ہیں جن کی جماعت کا نام جماعت المسلمین ہے ان کا لٹریچر ابھی تک نظر سے نہیں گزرا مگر یہ تمام جماعتیں وہابی ازم کی شاخیں ہیں جو اپنے ناموں کے ساتھ مختلف الفاظ لکھ کر اپنے مشن کی تکمیل میں سرگرم عمل ہیں بہرحال ہم یہاں ڈاکٹر مسعود عثمانی اور مسعود بی۔ ایس۔ سی کی شخصیات پر اس تبصرے کی عبارت نقل کرتے ہیں جو عثمانی صاحب کے رسالہ حبل اللہ میں درج ہے کسی نے کتاب لکھی تھی جس کا نام مسعود بی۔ ایس۔ سی کی جماعت المسلمین اور اہل حدیث ہے اس کی عبارت حبل اللہ میں نقل کی گئی ہم وہ عبارت من وعن نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

”کراچی بھی کیا عجیب شہر ہے جہاں رنگ رنگ کی دنیا آباد ہے جہاں کفر والحاد کا بھی زور ہے اور اسلام کا بھی شور ہے ترقی کا یہ عالم ہے کہ وہاں کفر بھی ننگا ہے کوئی شرم و ننگ نہیں، اسلام بھی کئی رنگا ہے کوئی ایک رنگ نہیں لوگ تو کراچی کی جماعت الغرباء پر تعجب کرتے تھے۔ کہ انہوں نے غرباء نام کیا رکھا ہے کراچی میں ہی دو مسعود لیسے اٹھے کہ ایک جماعت المسلمین بنا کر باقی سب کو حزب الشیطان ٹھہرا دیا ایک کو کوئی مسلم نظر نہیں آتا اس کی نگاہ میں سب کافر ہیں۔ دوسرے کو کوئی مؤحّد نظر نہیں آتا۔ اس کی نگاہ میں سب مشرک ہیں۔ اتفاق یہ ہے کہ ہیں دونوں مسعود ایک کو کافر بنانے کی سعادت حاصل ہے دوسرے کو مشرک، کمال یہ ہے کہ یہ دونوں جاہل عالم ان دونوں میں کوئی نہیں ایک ایم بی بی ایس ہے اور دوسرا بی ایس سی ہے ایک کو مسعود عثمانی کہتے ہیں دوسرے کو مسعود، بی ایس سی دونوں کراچی

Marfat.com

یں مسلمانوں کے لیے فتنہ بنے ہوئے ہیں۔ کراچی کی زمین بھی کیسی مردم خیز ہے جو ایسی ایسی مسعود اگاتی ہے جو فتنہ انگیز ہیں۔ (جبل اللہ مدیر مسئول ابو عبداللہ مقام اشاعت ای رفاہ عام ہاؤسنگ سوسائٹی ملیر ہالٹ کراچی نمبر ۴۳)

ازواجِ مطہرات کی نکاح ثانی کا مسئلہ

ولا تنکحوا ازواجہ ابداً۔ یہ آیت حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی دلیل ہے کیونکہ اس آیت نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی بیبیاں بدستور ان کے نکاح میں رہتی ہیں بیوہ نہیں ہوتی ہیں ورنہ ازواجہ نہ فرماتا۔ نیز ان سے نکاح کی حرمت ماں ہونے کی وجہ سے نہیں جیساکہ ڈاکٹر صاحب کا خیالِ فاسد ہے۔ ورنہ ان کی اولاد سے نکاح حرام ہوتا اور ان کی میراث اُمت کو ملتی۔

السلام علیکم یا اهل القبور

یہاں ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے یہ سب عربی زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ چلیں ہم تو ناواقف سہی لیکن کیا ڈاکٹر صاحب کے گواہ مفسر ابن کثیر بھی عربی سے ناواقف تھے جو لکھتے ہیں۔ وقد شرع السلام علی الموتی والسلام علی من لم یشعر ولا یعلم بالمسلم محال و قد علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ اذا راوا القبور ان یقولوا السلام علیکم ۔ الیٰ ۔۔۔ ولکم العافیۃ فھذا السلام والخطاب

والنداء لموجود یسمع و یخاطب و یعقل و یرد وان لم یسمع المسلم الرد۔ اور موتیٰ کو سلام مشروع کیا گیا ہے جو نہ شعور رکھتا ہو۔ اور نہ سلام کہنے والے کو جانتا ہو۔ محال ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی اُمت کو تعلیم دی ہے کہ جب قبریں دیکھو تو سلام کہو یہ سلام خطاب اور نداء ہے موجود کے لیے جو سُنے سمجھے اور اسے خطاب کیا جائے جو سمجھ رکھتا ہو، سلام کا جواب دیتا ہو۔ اگرچہ سلام کہنے والا جواب نہ سمجھے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۴۵۷، ص ۴۵۸) اور اس سے قبل ڈاکٹر صاحب کے یہی گواہ لکھتے ہیں ولولا هذا الخطاب لکانوا بمنزلة الخطاب المعدوم والجماد والسلف مجمعون علی هذا۔ اگر ایسا نہ ہو، تو خطاب معدوم اور پتھر کو ہوگا۔ اور سلف کا اس پر اجماع ہے۔ اچھا ہُوا ڈاکٹر صاحب کے گواہ کی زبانی ہی نداء، سماع موتیٰ، موتیٰ کا علم و ادراک اور حیات برزخ اور اس پر اجماع بھی ثابت ہُوا۔ الحمد للہ علی ذالک۔ ؎

آگ دی صیاد نے جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

یہی عقیدہ اور عربی سے اتنی واقفیت ڈاکٹر صاحب کے دُوسرے گواہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے جو لکھتے ہیں۔ والسلف مجمعون علی هذا وقد تواترت الآثار عنهم بان المیت یعرف زیارة الحی له ویستبشر به (کتاب الروح ص ۸) اور یہی گواہ پھر لکھتے ہیں وهذا السلام والخطاب والنداء لموجود یسمع و یخاطب و یعقل و یرد

Marfat.com

ان لم یسمع المسلم الرد واذا صلی الرجل قریبا منھم شاھدوہ و

علموا صلاتہ وغبطوہ علیٰ ذالک۔ (کتاب الروح ص۶) ترجمہ تقریباً

وہی ہے جو کہ پہلے گزر چکا ہے۔ مردوں کے معلومات کے لیے شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شرح الصدور باحوال الموتیٰ والقبور بشری الکیب بلقاء الحبیب اور ابن قیم کی مشہور کتاب کتاب الروح مطالعہ میں لائیے۔ انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں لکھا ہے کہ سماع موتیٰ کی احادیث تقریباً دو سو تک پہنچی ہیں۔

جنگِ بدر کے مشرک مقتولین کا معاملہ

ڈاکٹر صاحب ص۱۰ پر لکھتے ہیں یہ سُننا معجزہ کے طور پر تھا (سطر۱) پھر سطر ۱۲ پر اسی صفحے کے نیچے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے قرآن کریم کی دو آیتیں لکھی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب! اوّل تو یہ بتائیے کہ یہ معجزہ کس نے طلب کیا تھا مسلمانوں نے جو موجود تھے یا قریش مکہ نے جو بھاگ گئے تھے۔ معجزہ تو اس وقت دکھایا جاتا ہے جب کفار کی طرف سے مسلسل انکار پر ثبوت کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور معجزہ بطور سند ثبوت پیش ہوتا ہے۔ مقتولینِ بدر کے خطاب میں ان باتوں میں سے کونسی بات پائی گئی پھر اس کو معجزہ قرار دینا کس طرح درست ہوسکتا ہے۔ اور حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے انک لا تسمع الموتیٰ والی آیتیں پیش کرنے کے بارے میں اُمّ المؤمنین کا اپنے

Marfat.com

اس قول سے رجوع ثابت ہے جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کے گواہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری جلد ۷ ص۲۳۶ پر لکھا ہے۔ ان فی لمغازی لابن اسحاق روایۃ یونس بن بکیر باسناد جید عن عائشۃ رضی اللہ عنہا مثل حدیث ابی طلحۃ وفیہ ما انتم بسمع لما اقول منھم واخرجہ احمد باسناد حسن فان کان محفوظاً فکانھا رجعت عن الانکار لما ثبت عندھا روایۃ ھؤلاء الصحابۃ رضی اللہ عنھم لکونھا لم تشھد القصۃ۔

تحقیق مغازی ابن اسحاق میں یونس بن بکیر کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عمدہ سند کے ساتھ منقول ہے جو کہ حدیث ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی مثل ہے اور اس میں ہے کہ اے صحابہ تم ان کفار مردار سے زیادہ سننے والے نہیں۔ اور امام احمد نے سند حسن کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے اگر یہ روایت محفوظ ہے (اور یقیناً محفوظ ہے کیونکہ ہر دو سند حسن اور جید ہیں) تو گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار سماع سے رجوع فرمایا اس لیے کہ انہیں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے جو کہ بدر میں موجود تھے۔ اس امر کا یقین ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ما انتم بسمع لما اقول منھم فرمایا ہے کیونکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا خود تو اس واقعہ کی شاہد نہیں تھیں (بلکہ وہ مدینہ منورہ میں موجود تھیں)

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود یہ ضابطہ اور قانون بنایا ہے کہ جس کو واقعہ کا مشاہدہ ہو اس کا قول راجح ہے۔ مسلم شریف ج ۱ ص۱۳۵ میں حضرت

Marfat.com

شریح بن ہانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسح خفین کی مدت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: علیك بابن طالب فاسئلہ فانہ کان یسافر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تو حضرت علی ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے دریافت کرو کیونکہ وہ سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ جو موقع پر موجود ہو اس کا قول معتبر ہے اب جبکہ اُم المؤمنین نے رجوع فرمایا تو پھر ہم پر بھی اس قول کو ترک کرنا لازم ہے۔

حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ان دونوں اقوال میں کوئی تضاد نہیں اس لیے کہ جب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُردوں کو مخاطب کر کے اُن سے ہم کلام ہُوئے تو سب سے پہلے حضرتِ عُمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا اور اپنا یہ تعجب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا کہ آپ ایسے اجسام سے کلام کرتے ہیں جو مُردے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ یہ تم سے زیادہ سُنتے ہیں تو اس بات کا تعجب حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی ہُوا اور اُس نے بھی انکار کیا لیکن یہ ما من رجل یزور قبر اخیہ ویجلس عندہ الا استأنس ورد علیہ حتی یقوم۔ جب مُردے کے علم کی حدیث بھی آپ سے مروی ہے تو آپ کا رجوع کرنا ثابت ہُوا اور پھر یہاں تضاد اثر اور حدیث کے درمیان ہو گا تو ترجیح حدیث کو ضرور دینا ہو گا۔ نیز اس پر بھی غور فرمائیے کہ آیت انك لا تسمع الموتی

Marfat.com

مکہ میں نازل ہوئی اور غزوۂ بدر ۲ھ ہجری میں ہُوا۔ اتنی طویل مُدت میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیا اس آیت کا مفہوم معلوم نہ ہوسکا اور کفار بدر کو پکارنا شروع کیا (معاذ اللہ) کیا اس کا تصوّر کوئی ممکن کرسکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بہر حال ان کا اجتہاد ہے قولِ رسول کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اجتہاد سے ردّ نہیں کیا جاسکتا۔ فافہم

واقعہ الحرۃ کے زمانہ میں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا روضۂ اقدس سے اذان کی آواز سُننا

تابعی سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں۔ میں نے کئی راتیں مسجدِ نبوی میں اس طرح گزاریں کہ سوائے میرے، کوئی بھی انسان مسجد میں عبادت کے لیے نہیں آتا تھا۔ جب باغی شامی بدبخت مسجد میں بے ادبی کیلئے آتے تھے تو مجھے دیکھ کر کہتے، کہ اس بُوڑھے پاگل کو دیکھو جب نماز کا وقت آتا تو روضۂ اقدس سے اذان کی آواز آتی اور پھر اقامت کہی جاتی اور میں اکیلے نماز ادا کرتا اس واقعہ کو ابنِ جوزی نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو الوفاء الوفاء ج ۱ ص ۱۳۴)

یہ درایتاً بھی بالکل درست ہے ایسے مشکل وقت میں ایک بوڑھے کو وقت کا معلوم نہ ہونا کیا ممکن ہے۔

Marfat.com

تاریخ مدینہ منورہ کے مستند مرتب ابن النجار نے ابراہیم بن بشار، رحمۃ اللہ علیہ سے بیان فرمایا کہ مَیں حج کے بعد مدینہ منورہ آیا۔ اور سید دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قبر مبارک پر سلام عرض کیا تو حجرۂ مبارک کے اندر سے آواز آئی وعلیک السلام اور ایسا ہی جواب اولیائے کرام اور صُلحائے اُمت کی ایک جماعت نے سُنا۔ (الوفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۳۵۴)

ڈاکٹر صاحب کے گواہ ہی کی زبانی ندا۔ سماع۔ حیاۃ النبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سب ثابت ہُوئے اور واقعہ الحرۃ بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت ہُوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؎

ہُوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہِ کنعاں کا

ص ۲۱ پر ڈاکٹر صاحب نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرۂ مطہرہ میں داخل ہونے کے متعلق لکھا ہے کہ یہ روایت عقلی طور پر صحیح نہیں کہ آخر عمر رضی اللہ عنہ اگر منوں مٹی کے نیچے سے دیکھ سکتے تھے تو دوپٹہ کی آڑ کیا تھی۔

ڈاکٹر صاحب! یہاں افلاطونی دماغ کی ضرورت نہیں۔ دیکھئے ایک فن سے ناواقف آدمی تو اسے بھی خلافِ عقل کہہ سکتا ہے کہ بجلی کی رَو۔ لوہے کے ایک موٹے ٹکڑے سے گزر سکتی ہے لیکن کاغذ جتنی موٹی ربڑ کی تہ سے پار نہیں ہو سکتی۔

افسوس! ڈاکٹر صاحب اپنے آپ کو حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

سے زیادہ سمجھدار سمجھتے ہیں کیوں کہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔ جنابِ من! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پردہ کرنا امتثالِ امر کے طور پر تھا۔ قال اللہ عزّوجلّ ولیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن ولا یبدین زینتھن۔ الخ (النور ۳۱)

اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ ہونے دیں۔ مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپوں پر۔ دوسری جگہ فرمایا۔ یاایھا النبی قل لازواجک وبنٰتک ونسآء المؤمنین یدنین علیھن من جلا بیبھن (الاحزاب ۵۹) اے میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیوں اپنی بیٹیوں اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر تھوڑی اپنی چادریں نیچے کیا کریں۔

نیز بمطابق حدیث میّت کا احترام اس طرح کرنا چاہیئے، جیسے دنیا دی زندگی میں اس کا احترام کیا جاتا ہے۔ زندگی میں کپڑے کو پردہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح میّت سے پردہ کرنے کیلئے بھی کپڑے ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر صاحب کے اس جاہلانہ اعتراض کا جواب تو ان کے نقل کردہ حدیث بر ص۱۹ میں موجود ہے کہ اس وقت ڈھیروں مٹی کے نیچے خفق نعال کیسے سنا جاسکتا ہے۔ وتعاد روحہ فی جسدہ والی حدیث لکھ کر اس کو ڈاکٹر صاحب نے ضعیف اور ناقابلِ اعتبار کہا ہے کیونکہ یہ براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے زاذان نے روایت کی ہے۔ زاذان کے متعلق تو عطاء بن السائب

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشہور ساتھیوں میں سے تھے اب حضرت علی کا ساتھ دینا شیعہ ہونا ہے تو پھر تمام اہل سُنّت شیعہ ہوں گے کیونکہ وہ تمام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امام برحق مانتے ہیں ۔ زاذان کی شیعیت کے متعلق پہلے ملائکہ سیاحین والی روایت میں عرض کر چکا ہوں کہ کسی راوی کا شیعہ ہونے سے روایت مجروح نہیں ہو سکتی ۔ ورنہ میزان الاعتدال ج ۱ ص۵ میں ابان بن تغلب کا ترجمہ دیکھیں ۔ میزان الاعتدال ڈاکٹر صاحب کا ص۲۱ وغیرہ پر گواہ ہے افسوس ہے ۔ اپنی باری کے لیے ڈاکٹر صاحب میزان الاعتدال سے سہارے تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اپنی شہادت پیش کرتے وقت میزان الاعتدال کو کھولنے کی توفیق نہیں رکھتے ۔

اعادۂ روح والی حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے صرف زاذان نے روایت نہیں کی ہے بلکہ عدی بن ثابت ۔ مجاہد بن جبیر ۔ محمد بن عقبہ وغیرہم نے بھی روایت کی ہے ۔ دیکھیے اپنے گواہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الروح ص۴۲ ، علاوہ ازیں حافظ صاحب موصوف نے اسی صفحہ پر لکھا ہے ۔ وزاذان من الثقات روی عن اکابر الصحابۃ کعمر وغیرہ وروی لہ مسلم فی صحیحہ قال یحییٰ بن معین ثقۃ وقال حمید بن ھلال وقد سئل عنہ ھو ثقۃ لا تسئل عن مثل ھٰؤلاء وقال ابن عدی احادیثہ لا بأس بھا اذا روی عن ثقۃ ۔ پس ثابت ہوا کہ زاذان ثقہ ہے اور روح کا بدن میں

Marfat.com

واپس لوٹائے جانے کو ڈاکٹر صاحب کا غلط کہنا خود غلط ہے۔

صفحہ ۲۲ پر دوسری روایت میں نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر سلام بھیجنا اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا جواب فرمانا ڈاکٹر صاحب نے ناقابل اعتبار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن پڑھنے والوں پر اس حدیث کی حیثیت کو پوری اور صحیح طور پر ظاہر نہیں کی ہے خیر یہ تو ان کی عادت ہے اور وہ اپنی عادت سے مجبور ہیں اور اسی وجہ سے صفحہ ۳۹ پر بیہقی اور مشکوٰۃ پر لگائی تہمت ڈاکٹر صاحب کے لیے وبال آخرت ہے۔

اس حدیث کے متعلق امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاذکار میں ورویناہ فیہ ایضًا باسنادٍ صحیح۔ یعنی ہم نے اس حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ سنن ابی داؤد کے کتاب الحج کے آخر میں باب زیارۃ القبور میں روایت کی ہے (کتاب الاذکار صفحہ ۹۷)، (تفسیر ابن کثیر سوم صفحہ ۵۳۷) ڈاکٹر صاحب تو اس مرض میں مبتلا ہیں کہ جس طرح بھی ہو مسلمانوں کا اپنے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھ قطع تعلق پیدا ہو جائے۔ (اعاذنا اللہ من ذالک) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھلِ مُحَبَّتِیْ کہ میں اہل محبت کا درود سنتا ہوں۔ (دلائل الخیرات)

امام یوسف نبہانی نے حجۃ اللہ العالمین میں فرمایا ہے کہ میں جمعہ کے دن درود بھیجنے والے کی آواز سنتا ہوں۔ شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سننے کے متعلق لکھا ہے۔ شواہد الحق میں بھی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سننا

Marfat.com

بزرگوں کے وسیلہ سے دعا مانگنا

ڈاکٹر صاحب صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں مُردہ بزرگوں کو دعا کے لیے وسیلہ بنانا شرک ہے، صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ، جو دُنیا میں زندہ تھے ان کو دُعا کے لیے وسیلہ بناتے ہیں۔ صفحہ ۲۳ کے آخری سطروں میں لکھتے ہیں وسیلہ سے کسی کی ذات کو اللہ کے حضور وسیلہ بنانا مقصود نہیں۔

ڈاکٹر صاحب پہلے تو اپنے ذہن کا علاج کروائیں۔ کبھی کہتے ہیں، زندوں کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں وسیلہ سے کسی کی ذات کو اللہ کے حضور وسیلہ بنانا مقصود نہیں۔ خیر یہ تو آپ کی ذہنی خرابی کا نتیجہ ہے لیکن اب آئے اپنے گواہوں سے پُوچھیئے کہ وہ آپ کی لیبارٹری میں تیار شدہ خانہ زاد شرک کو تسلیم بھی کرتے ہیں یا نہیں اور مُردہ بزرگوں کو وسیلہ بنا کر وہ مشرک ہُوئے یا نہیں۔

(ا) علامہ شامی اپنی کتاب ردالمختار جلد اوّل صفحہ ۴۰ پر حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں۔ من المشائخ الکبار مجاب الدعوات یستسقی بقبرہٖ۔ بزرگ مشائخ میں شمار ہیں۔ مجاب الدعوات تھے ان کی قبر پر بارش مانگی جاتی ہے۔

(ب) پھر اسی ردالمختار صفحہ ۴۱ پر لکھتے ہیں۔ ومنہم ختم الائمۃ الولایۃ قطب الوجود سیّدی محمد الشاذلی البکری الشھیر

Marfat.com

بالحنفی الفقیہ الواعظ احد من صرف اللہ تعالیٰ فی الکون
و مکنہ من الاحوال ونطق بالمغیبات وخرق لہ العوائد
وقلب لہ الاعیان حنفی اولیاء کے دائرہ ولایت کے خاتم سیّدی
محمّد شاذلی بکری حنفی رحمۃُ اللہ علیہ ہیں یہ ان اولیاء اللہ میں سے ہیں جن کو
اللہ تعالیٰ نے امور تکوینی میں تصرف عطا فرمایا تھا اور حالات پر ان کو قدرت
دی تھی انہوں نے غیب کی باتیں بیان فرمائی ہیں اور دیگر ایسے بہت سے
امور خارقہ للعادت بھی ان کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے تھے۔

(ج) ردالمختار جلد اول ص۳۸ پر لکھتے ہیں امام شافعی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے
ہیں۔ انی لا تبرک بابی حنیفۃ واجیٔ الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ
فصلیت رکعتین وسألت اللہ عند قبرہ تتقضٰی سریعاً۔ میں امام
ابوحنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا
ہوں جب مجھ کو کچھ حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا
ہوں اور امام ابوحنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر رب سے
دعا کرتا ہوں تو فوراً حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

(د) اسی ردالمختار ص۲۲۴ پر ہے۔ قرر الزیادی ان الانسان اذا ضاع
لہ شیئٌ واراد ان یردہ اللہ سبحانہ علیہ فلیقف علی مکان
عال مستقبل القبلۃ ویقرأ الفاتحۃ ویھدی ثوابھا للنبی
صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم ثم یھدی ثواب ذالک لسیّدی
احمد بن علوان ویقول یاسیدی احمد بن علوان ان لم ترد

Marfat.com

علی ضالتی والا نزعتک من دیوان الاولیاء فان اللہ تعالیٰ یرد علی من قال ذالک ضالتہ ببرکتہ۔ زیادی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا اس کو واپس دلائے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ کر کے سید احمد بن علوان رضی اللہ عنہ کو پہنچائے اور کہے اے سید احمد بن علوی اگر میری گمی ہوئی چیز تم نے واپس دلادی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیاء اللہ کٹوا دوں گا (یعنی میں تجھے ولی اللہ تسلیم نہیں کروں گا) اللہ تعالیٰ اس عمل کی برکت سے وہ گمی ہوئی چیز اس کو واپس دلا دے گا۔

(۲) تفسیر روح المعانی جزو ۳۰۔ ص۲۷ پر ہے۔ ولا شک فی انہ یحصل لزائرھم مدد روحانی ببرکتھم وکثیراً ما تنحل عقد الامور بانامل التوسل الی اللہ بحرمتھم۔ اور اس میں شک و شبہ نہیں کہ ان کی بارگاہ میں حاضری دینے والوں کو روحانی امداد نصیب ہوتی ہے اور بسا اوقات بارگاہ خداوندی میں ان کی حرمت و عزت کا واسطہ دینا مشکل کشائی کا موجب بن جاتا ہے۔

(۳) پھر یہی تفسیر روح المعانی ص۲۸ پر لکھتے ہیں۔ لا ینبغی توقف فی ان اللہ قد یکرم من شاء من اولیاءہ بعد الموت کما یکرم قبلہ بما شاء فیبرئ سبحانہ المریض وینقذ الغریق وینصر علی الاعداء وینزل الغیث وکیت وکیت کرامۃ لہ۔

Marfat.com

اس امر میں تردد و توقف کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اللہ رب العزت اپنے اولیاء کو وصال کے بعد بھی کرامتوں سے نوازتا ہے جیساکہ حالتِ حیات میں پس کبھی مریض کو ان کے ہاتھ پر بطورِ کرامت شفا بخشتا ہے کبھی کسی کو غرق ہونے سے بچاتا ہے، کبھی دشمنوں پر غلبہ دیتا ہے تو کبھی ان کے عرض کرنے پر بارش برساتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

(ص) الوفاء الوفاء صفحہ ۱۳۷۴ پر اور ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری جزو ۲ صفحہ ۴۹۵ پر لکھتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط کے دوران ایک شخص نے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ استسق لامتك فانهم قد هلكوا فاتی الرجل فقیل له ایت عمر۔ الخ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کے لیے بارش طلب فرمائیں کہ وہ ہلاکت کو پہنچی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو خواب میں آکر فرمایا کہ تم عمر سے میرا سلام کہو اور بارش کی بشارت دو اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ دین میں نرمی اختیار کریں۔ پھر ڈاکٹر صاحب کے مذکورہ دونوں گواہوں نے تصریح کی ہے کہ وہ شخص بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ، صحابیٔ رسول تھے۔

وروی ابن ابی شیبه باسنادٍ صحیح عن مالك دارمی وکان خازن عمر اور اس واقعہ کو ابن ابی شیبہ نے صحیح اسناد کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خازن مالکِ دارمی سے روایت کی ہے۔ (ط) علامہ عتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سیدِ دوعالم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ ایک دیہاتی نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا (پوری آیت: نساء ع ۹) سُنی ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا ہوں کہ خُداوندِ قدوس کے حضور میں میری شفاعت فرما کر میرے گناہ بخشوائیے اور یہ شعر پڑھے ؎

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ ✤ فطاب من طیبھن والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ ✤ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

(ترجمہ) اے سب سے بہتر جس کی ہڈیاں میدان میں مدفون ہیں پس ان کی خوشبو سے پست اور اُونچی زمینیں مہک گئیں، میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ ساکن ہیں اس میں پاکیزگی ہے اور اس میں جودوکرم ہے۔ بعد ازاں وہ دیہاتی چلا گیا۔ اور میری آنکھ لگ گئی تو میں سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہُوا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس اعرابی کو جا کر بشارت دے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔
(الوفاء الوفاء ص ۱۳۶۱ و تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۲)

چاروں مذہب کے علماء نے یہ قصہ مناسک میں ذکر کیا ہے۔ اور اسے آدابِ زیارت میں شمار کیا ہے۔ ابنِ عساکر نے اسے اپنی تاریخ میں اور ابنِ جوزی نے مثیر الغرام الساکن الیٰ اشرف الاماکن میں بروایت محمد بن حرب ھلالی نقل کیا ہے۔ اب حیرت یہ ہے کہ جو لوگ ڈاکٹر صاحب کے فتویٰ کے زد میں آکر مُشرک قرار پاتے ہیں۔ آپ انہیں کے اقوال سے

Marfat.com

احتجاج بھی کرتے ہیں۔ اور انھیں کی عبارتوں کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں جیسے کہ میں یہ واقعات خاص ان ہی کے گواہوں سے ذکر کیے اور پھر بھی ڈاکٹر صاحب اپنی اس جہالت پر مُصر ہیں کہ مُردہ بزرگوں کو دُعا کے لیے وسیلہ بنانا شرک ہے (ص ۲۲)

اللہ تعالیٰ کو کسی کے حق کا واسطہ دینا

ڈاکٹر صاحب کو حق کا فرق معلوم نہیں ورنہ وُہ اس بارے میں کچھ لکھنے کی جرأت نہ کر سکتے جیسا کہ ص ۲۳ پر لکھا ہے۔

حضرات! حق کی ۲ دو قسمیں ہیں ایک ہے حقِ استحقاق یعنی واجبی یہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ پر کسی کا نہیں کیونکہ کسی بندے کو اگر اللہ تعالیٰ ثواب دے دے تو یہ اس کا فضل و کرم ہے۔ اور اگر کسی کو عذاب کرے تو یہ اس کا عدل ہے، کسی کو اس کے ثواب یا عذاب دینے پر اعتراض کا حق حاصل نہیں اور دُوسرا ہے حق تفضلی اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ قرآن میں فرمایا ہے۔ وکان حقاً علینا نصر المؤمنین (الرّوم ۴۷) وکان حقاً علینا ننج المؤمنین (یونس ۱۰۳)

اور حدیث شریف میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم یا معاذ ما حق اللہ علی العبد وما حق العبد علی اللہ قال معاذ اللہ ورسولہ اعلم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام حق اللہ علی العبد ان یعبدہ ولا یشرک بہ

Marfat.com

شیئًا وحق العبد علی اللہ ان یغفر لہ ویدخلہ الجنۃ
متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۱۲)

یہاں یہی حق مراد ہے جسے ڈاکٹر صاحب نے حرمت وتوسل کا نام دے ناجائز قرار دیتے ہیں، حالانکہ ڈاکٹر صاحب کے ص۳۰ کے گواہ **فتح القدیر** ج ۲ ص۳۳۷ پر علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔
ثمّ یسأل النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم الشفاعۃ فیقول یارسول اسئلك الشفاعۃ والتوسل بك الی اللہ فی ان اموت مسلمًا علی ملتك وسنتك۔ صلوٰۃ وسلام کے بعد سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کرتے ہوئے یوں کہے —
یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جناب سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کا وسیلہ پکڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری موت آپ کی ملت اور آپ کی سنت پر فرمائے۔

ہم سب اور ڈاکٹر صاحب کے محترم گواہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پاکیزہ مسئلہ پر طویل بحث کی ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ جس نے سلام پیش کرنے کے لیے کہا ہو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر بھی اس کا سلام پیش کرے۔ چلو اچھا ہوا۔ اس سے بھی زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ سماع۔ ندا۔ وسیلہ، سب ثابت ہوئے الحمد للہ علی ذالک۔ اسی طرح خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بھی فاطمہ بنت اسد کے لیے دعا فرمائی ہے۔ اَللّٰھُمّ اغفر لِاُمّی

Marfat.com

ورحمۃ بنت اسد ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین ۔ اور حاکم ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے ۔ (الوفاء الوفاء صفحہ ۸۹۹ وصفحہ ۱۳۷۳) اس تمام بحث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی ذات کو وسیلہ بنانا صفحہ ۲۶ کسی خاص قبر کی زیارۃ کا غلط عقیدہ صفحہ ۲۸ اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے بارش صفحہ ۲۹ کے جوابات بھی ہو گئے ۔

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ڈاکٹر صاحب نے غرائب فی تحقیق المذاہب کے حوالہ سے ایک واقعہ منسوب کیا ہے ۔ حیرت ہے کہ خود ڈاکٹر صاحب ایک مجہول شخص کی مجہول حکایت بیان کرنے سے باک نہیں کرتے اور دوسروں سے صفحہ ۱۷ پر رجل من الانصار کا نام پتہ اور حدیث کی کتاب کا مطالبہ بڑے زور وشور سے کرتے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب کو خود بھی اس واقعہ کے بیان کرتے وقت کتاب کے مصنف کا نام حوالہ بقیہ صفحہ بیان کرنا چاہیئے تھا اور من یاتی القبور میں مَن سے مراد کون شخص ہے ۔

اگر یہ واقعہ سچا ہوتا تو یقیناً اصحاب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اور دیگر مشائخ مذہبِ حنفیہ گفتگو میں لاتے اور یہ مسئلہ عام منہ الورد ہوتا۔ ورنہ خود تو حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے روضۂ اطہر کے سامنے دربارِ نبوۃ میں حاضر ہوکر یہ قصیدہ پیش کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ سمجھ کر خطاب عرض کیا۔

؎ یا سیدۃ السادات جئتك قصدًا

ارجوا رضاك واحتمی بحماك

(قصیدۂ نعمان ص۱۳)

(ترجمہ) اے تمام پیشواؤں کے پیشوا تیرے در پر حاضر ہوا ہوں —
تیری رضا اور تیری عنایت کا خواہاں ہوں۔

دوسری جگہ عرض کیا۔ ؎

یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ

جدلی بجودك وارضنی برضاك

انا طامع بالجود منك ولم یكن

لابی حنیفۃ فی الانام سواك (ص۱۳)

(ترجمہ) اے دونوں جہانوں کے جود وسخا کے مخزن، میں ہر لحظہ تیری لطف و رضا کا خواہاں ہوں، میں تیری جود و سخا کا طمع رکھتا ہوں بھلا اس ابوحنیفہ کا تیرے سوا اب کون ہے۔

کسی کے ساتھ بات نہ کرنے کی قسم کا مسئلہ

اس مسئلہ سے ائمہ کی طرف انکار سماع قطعاً ثابت نہیں انہوں نے

Marfat.com

تو صرف فقہی مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ جس نے زندہ آدمی کے ساتھ کلام نہ کرنے کی قسم کھالی تو وہ صرف اس کی زندگی میں کلام کرنے سے حانث ہو جائے گا یعنی قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اس شخص کو قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ اگر موت کے بعد کلام کرے گا تو پھر حانث نہیں ہوگا۔

اصل وجہ حانث ہونے کی یہ ہے کہ مدارِ حلف وقسم عرف پر مبنی ہے اور عُرفِ عام میں دُنیاوی زندگی میں اظہار ناراضگی کے لیے کلام ترک کی جاتی ہے نہ کہ بعد از مرگ۔ لان الغرض من الحلف علی ترک الکلام اظہار مقاطعۃ وذالک لا یتحقق فی المیّت (فتح القدیر ج ۴ ص ۴۱۷)

غرض کلام نہ کرنے کی قسم سے قطع تعلقی کا اظہار ہوتا ہے اور یہ میت میں متحقق نہیں صرف زندہ افراد میں متحقق ہوتا ہے۔ فقہاء کے فتووں کو سمجھنے کے لیے عقل سلیم وتفقہ فی الدّین کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ صرف پی ایچ ڈی کی ڈگری کی۔ قسمیں عرف پر مبنی ہوتی ہیں لہٰذا اس سے سماعِ موتی کی نفی ثابت کرنا نری جہالت ہے۔ دیکھیے اگر کوئی قسم کھائے میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور مچھلی کھائی تو فقہا کہتے ہیں کہ حانث نہیں ہوگا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے گوشت کو لحماً طریا (فاطر ۱۲) فرمایا ہے اسی طرح بساط بچھونے کے لیے عرف میں استعمال ہوتا ہے مگر قرآن میں زمین کو بساط کہا گیا ہے۔ واللہ جعل لکم الارض بساطا (نوح ۱۹) تو کیا کوئی شخص زمین پر سونے سے حانث ہوگا؟ جس نے بساط پر نہ سونے کی قسم کھائی ہو نہیں ہرگز نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے شر الدواب (الانفال ۵۵)

Marfat.com

کالفظ قرآن میں کفار کے لیے استعمال کیا ہے اب اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ دابہ پر سوار نہ ہوگا تو کافر پر سوار ہونے سے حانث نہ ہوگا لہٰذا جب بعض قرآنی میں ثبوت کے باوجود عرف غالب ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ عرف کے حکم کو عرف تک محدود رکھتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب کیوں قرآن و فقہائے عظام کے خلاف مسلمانانِ عالم کو مشرک بنانے کے لیے راستے تلاش کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں جس طرح وما انت بھادی العمی عن ضلالتہم میں حقیقی اندھے مراد نہیں بلکہ وہ کافر مراد ہیں جو آنکھیں ہونے کے باوجود انہیں حق دیکھنے کے لیے استعمال نہیں کرتے اسی طرح انک لا تسمع الموتیٰ میں بھی حقیقی طور پر مردہ لوگ مراد نہیں بلکہ وہ زندہ کافر مراد ہیں جو زندگی کے ہوتے ہوئے زندگی سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور ایمان لاکر ابدی زندگی کا انتظام نہیں کرتے۔ نیز قرآن میں لا یسمع الموتیٰ یا لا یسمع من فی القبور کا کہیں ذکر نہیں تو پھر یہ دعویٰ کس طرح صحیح ہے کہ اموات اور اہل قبور نہیں سنتے۔

(س) موتیٰ کے بارے میں کچھ بحث جنگ بدر کے مشرک مقتولین کے معاملہ میں اور ایک دو جگہ بھی پہلے بیان کر چکا ہوں۔ وہاں دوبارہ ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قبر کی زندگی

سب سے بڑی غلطی جو اس عقیدہ کے سمجھنے میں لگ جاتی ہے وہ موت کی حقیقت سے ناواقفیت ہے ظاہر بین یہ سمجھتے ہیں کہ موت اس فناء کا نام ہے جس پر ایک انسان موت کے آنے پر جس طرح صفحۂ زمین سے اٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح وہ مل کر یا آگ وغیرہ میں جل کر لاشئی اور معدوم محض بنایا جاتا ہے حالانکہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث اور اسلامی عقائد کی رُو سے بالکل غلط ہے کیونکہ موت اسی طرح خداوند قدوس کا امر ہے حیات اور موت دو مستقل حقیقتیں ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ خلق الموت والحیات (الملک ع۱) اللہ تعالیٰ نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا۔ یعنی موت اور حیات دو وجودی حقیقتیں ہیں اس لیے موت کو ولادت ثانیہ یعنی دوسری پیدائش بھی کہا جاتا ہے۔ (مرقاۃ ج ۱ ص۱۷۹) یہ بات شرعاً عقلاً اور مشاھدۃً بالکل درست ہے کہ ہر انسان پر اس کا عمر طبعی کامل ہونے پر موت آجاتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر شدہ وقت پر فوت ہو جاتا ہے۔ اس کو انتقال بھی کہتے ہیں یعنی دُنیاوی زندگی کو چھوڑ کر دوسری زندگی کی طرف منتقل ہو جانا۔ جس کو قرآن مجید نے برزخ (پردہ) کے ساتھ تعبیر فرمایا

Marfat.com

ہے۔ چنانچہ دنیا والوں اور مسافرانِ آخرت کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے اب یہ ان کے حالات نہیں دیکھ سکتے۔ قرآن فرماتا ہے

حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی عمل صالحاً فی ما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون ہ (المؤمنون ۹۹، ۱۰۰)

یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں سے کسی کو موت کہے گا اے میرے رب مجھ کو پھر بھیج دو۔ شاید کہ میں کچھ بھلا کام کروں۔ اس میں جو پیچھے چھوڑا ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے کہ وہ کہتا ہے اور ان کے پیچھے پردہ ہے، اس دن تک کہ اٹھائے جائیں گے۔

جس طرح دیوار یا پردہ کے پیچھے کوئی کام ہوتا ہے تو وہ دوسری طرف والوں کو نظر نہیں آتا۔ مگر وہ ہوتا ضرور ہے۔ اسی طرح قبر اگرچہ [illegible] صندوق نما ایک مٹی کا ڈھیر ہے لیکن اس میں مُردہ اپنے اعمال [illegible] کے مطابق زندگی گزارتا ہے اور آج کل تو ٹیلی [illegible] اس حقیقت میں کسی قسم کی تعجب کا شبہ تک بھی نہیں [illegible]

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ ومن یعذب فی القبر [illegible] الحیات فی قول العامۃ (ہدایہ دوم [illegible]) [illegible] جاتا ہے جمہور کے مذہب کے مطابق [illegible] دی جاتی ہے۔ پس اس کا شارح گواہ ڈاکٹر صاحب علامہ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فلا یتصور من العاقل بالعقل [illegible]

Marfat.com

الحساس کسی عاقل سے یہ ممکن نہیں کہ وہ عذاب قبر کا اقرار کرے اور قبر میں ہونے والی زندگی اور احساس کا انکار کرے۔ (فتح القدیر ج ۲ ص ۶۴، رد المختار ج ۳ ص ۱۴۳) جب عام انسانوں کو موت کے بعد ایک گونہ حیات حاصل ہوتی ہے جس کی بنیاد پر وہ راحت اور عذاب کو محسوس کرتے ہیں۔ پھر ان میں وہ سعادت مند بھی ہیں جن کو قرآن کریم نے (البقرہ ۱۵۴) میں مردہ کہنے اور (آل عمران ۱۶۹) میں مردہ سمجھنے سے منع فرماتے ہوئے پھر اسی آیت میں بل احیاء زندہ سمجھنے کا حکم فرمایا ہے۔ بلکہ وہ سعادت مند جن کو یہ درجہ اور فضیلت انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے اور ان کی تعلیمات پر یقین کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ تو انبیاء علیہم السلام کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہوئی اور اس پر قرآن کریم گواہی بھی دیتا ہے جیسا کہ فرمایا واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا۔ (الزخرف ۴۵) اور آپ پوچھیں ان رسولوں سے جن کو آپ سے پہلے ہم نے بھیجا۔ اس آیت کی تفسیر میں علماء تفسیر نے فرمایا یستدل به علیٰ حیوٰۃ الانبیاء علیهم السلام: اس آیت سے انبیاء علیہم السلام کی حیات پر استدلال کیا گیا ہے۔ چونکہ جو مر گئے ہیں۔ ان سے کسی بات کا پوچھنا یا پوچھنے کا حکم دینا یہ درست نہیں ہو سکتا۔ (ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب کے گواہ روح المعانی جلد ۲۵ ص ۸۹) نیز اس تفسیر کے جزو ۲۲، ۳۵ پر لکھا ہے کہ قبل انه علیه السلام یاخذ الاحکام من نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

شفاها بعد نزولہ وھو فی قبرہ الشریف وایّد بحدیث ابی یعلٰی والّذی نفسی بیدہٖ لینزلن عیسٰی بن مریم ثمّ لئن قام علٰی قبری وقال یا محمّد لاجیبنہٗ ۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار اقدس سے براہِ راست احکام حاصل کریں گے اور اس قول کی اس حدیثِ پاک سے ہوتی ہے جس کو ابو یعلٰی نے روایت کیا ہے کہ آنحضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس کی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام ضرور بالضرور آسمان سے نازل ہوں گے پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر یا محمّد کہیں گے تو میں ضرور بالضرور انہیں جواب دوں گا

اسی طرح قرآن عزیز میں فرمایا لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (آل عمران ۸۱) اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے اس امر کا عہد لیا تھا کہ جب امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے تو ان کی مدد کرو گے اور ان پر ایمان لاؤ گے پھر آگے فرمایا۔ قالوا اقررنا۔ سب بولے ہم نے اقرار کیا۔ تو پیغمبروں کی اس عملی اطاعت اور ایمان کا اظہار یہ سب امور حیات الانبیاء کی دلیل ہے۔ ورنہ یہ عہد لغو ہوتا۔

نیز قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء علیہم السلام پر سلام کہنے کا حکم فرمایا وسلامٌ علی المرسلین اور سلام سب رسولوں پر پھر چند انبیاء علیہم السلام کا علیحدہ علیحدہ ذکر بھی فرمایا۔

Marfat.com

(الصافات ۱۸۱) اگرچہ سعادت مند انسان اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر بلاچون وچرا ایمان لے آتا ہے مگر بعض کور باطن خرمان نصیب چون و چرا کرتے رہتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر صاحب ص۲۱ پر مُصر ہیں کہ نہیں جی۔ کسی محدث نے اپنی کتاب میں حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باب نہیں لایا ہے۔

محدثین نے جو کتاب الرؤیا کے باب اپنی اپنی کتابوں میں باندھے ہیں تو اس سے ڈاکٹر صاحب کے ایمان میں کیا تازگی اور روشنی پیدا ہوئی۔ پھر حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باب لانے کا مطالبہ کس منہ سے کرتے ہیں وہاں تو خواب کے معاملہ کو کاروبار کی حیثیت قرار دیتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے لینے کے باٹ اور ہیں اور دینے کے اور۔

ڈاکٹر صاحب ص۲۱ پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر میں زندگی کی روایتوں پر جرح کرکے لکھتے ہیں۔

(۱) مروان بن محمد کو ابن حزم نے ضعیف کہا ہے۔

(۲) حماد بن اُسامہ کو الازدی نے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔

(۳) ص۲۲ پر لکھتے ہیں یزید بن عبداللہ بن قسیط ضعیف ہے۔

(۴) حمید بن زیاد کو سیوطی، نسائی۔ ابن حماد اور احمد بن حنبل نے ضعیف بتایا ہے۔ پھر ص۲۲ پر لکھتے ہیں اس جرح کے بعد اس روایت کو رد روح کے لیے دلیل بنانا کس قدر غلط ہے۔

افسوس ہے ڈاکٹر صاحب کو مذکورہ راویوں کی تضعیف نظر آئی،

Marfat.com

لیکن توثیق نظر نہیں آئی۔ ڈاکٹر صاحب کی اپنے ماخذ پر بھی پوری نظر نہیں اور یا دہ جان بوجھ کر دھوکہ دینے کے لیے اس طرح لکھتے ہیں۔

خیر یہ ڈاکٹر صاحب کی سرشت ہے لیکن اب مذکورہ راویوں کی توثیق ڈاکٹر صاحب کے ص۱۹ کے گواہ تقریب التہذیب ہی سے سنیئے۔

(۱) مروان بن محمد۔ ثقہ پھر اس میں ع کی علامت بنائی ہے یعنی یہ سُنن اربعہ کے راوی ہیں سب کے نزدیک قابل اعتبار ہے۔ (ج ۲ ص ۲۳۹ نمبر ۱۰۲۴)

(۲) حماد بن اسامہ (ابو اسامہ) کے متعلق لکھتے ہیں۔ ثقہ ثبت۔ ربما دلس۔ ع کا نشان بتا دیتا ہے کہ صحاح ستہ کے متفق علیہ راوی ہے۔ (ج ۱ ص ۱۹۵ ع ۵۲۹)

(۳) یزید بن عبداللہ بن قسیط۔ ثقہ من الرابعہ۔ پھر ع کا نشان لگایا ہے، یعنی صحاح ستہ کے متفق علیہ راوی ہے (ج ۲ ص ۳۶۷ ع ۲۸۰)

(۴) حمید بن زیاد۔ صدوق (بخ دت عس کے نشانات) یعنی بخاری کے ادب المفرد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ مسند علی۔ ابن ماجہ کے راوی ہیں (ج ۱ ص ۲۰۲ ع ۵۹۴)

چنانچہ مذکورہ محدثین نے ان راویوں کی روایتیں نقل کی ہیں جس سے ان کا قابل اعتبار ہونا ثابت ہوا۔ باقی روح کا بدن میں لوٹائے جانے پر تفصیلی بحث پہلے ص پر عرض کر چکا ہوں۔

Marfat.com

حیاۃ النبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

صحیح البخاری کی کتاب المغازی میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے چہرہ مبارک سے چادر اٹھائی۔ آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور بے اختیار رو پڑے اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ بابی انت وامی واللہ لا یجمع اللہ علیك موتتین اما الموتۃ التی کتب علیك۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۴۰) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدا کی قسم اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔

پھر ڈاکٹر صاحب کے دوسرے گواہ حافظ ابن حجر عسقلانی منکرین حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ واحسن من ھذا الجواب ان یقال ان حیاتہ فی القبر مستمر لا یعقبھا موت بل یستمر حیاً والانبیاء احیاء فی قبورھم (فتح الباری ج ۷ ص ۳۶) احسن ترین جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی قبر شریف میں پھر ایسی حیاتِ دائمہ حاصل ہو چکی ہے کہ اب اس کے بعد پھر کبھی ورودِ موت نہ ہوگا۔ اور انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

Marfat.com

حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فراست پر قربان ہو جاؤں کہ پہلے حیات بعد الوفات کی طرف اشارہ فرمایا تاکہ وقوعِ موت کی صراحت سے کہیں حیاتِ ثانیہ کی نفی لازم نہ آئے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسی صحیح البخاری میں قول المیّت کا باب باندھا ہے یعنی یعنی وہ بدن اور دھڑ جس کو میّت کہا گیا ہے اور بظاہر وہ میّت ہے مگر شرعی طور پر اس کی موت فناءِ کامل نہیں۔ بلکہ اب بھی وہ اپنے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بول رہا ہے اس کی آواز کو ہر چیز سنتی ہے مگر انسان نہیں سن سکتا۔ اور اس کی وجہ بھی ارشاد فرمائی۔ کہ اگر ہر انسان سن لے تو وہ اس ہیبت سے بے ہوش ہو جائے۔ شاید اب اس سے عقل کے پرستاروں کا شبہ دور ہو گیا ہو گا جب عام انسانوں۔ شہداء۔ انبیاء علیہم السلام کی قبر کی زندگی ثابت ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ان سے کیوں ممتاز اور عالی شان نہ ہو۔ جب کہ ملنے رسالت کی ابتداء ہی میں ان کو یہ خوشخبری سنا دی گئی تھی۔ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ (الضحیٰ ۴) اور یہ بات یقینی ہے کہ آخرت بہت بہتر ہو گی۔ آپ کے لیے اس پہلی زندگی سے۔ باقی رہا خلافتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں ارتداد۔ خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ میں قحط۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتنہ۔ جنگ جمل وصفین کے واقعات وغیرہ تو ان جیسے مسائل کا حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا تعلق ہے

Marfat.com

ہوسکتا ہے کہ ان آزمائشوں میں کسی خاص حکمت کو مدنظر رکھا گیا ہو۔
یا کم از کم فیقولون سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار
جیسے عنایات کے لیے ان آزمائشوں کو جھیلتے ہوئے اُمّتِ محمّدیہ
علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کو نمونہ چھوڑا ہو بہ گواہی قرآن انبیاءُ
علیہم السلام کو یہودیوں نے قتل کیا تھا کیا وہ اس مصیبت سے نجات پانے
کے لیے اقرب من حبل الورید. خداوندِ قدوس سے مدد نہیں
مانگ سکتے تھے۔ کیا ان کا اللہ تعالیٰ کے اس وعدے پر ایمان نہیں تھا
حقاً علینا نصر المؤمنین کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ
کا وعدۂ نصرت سچّا ہے۔ کیا قرآن نے یہ نہیں بتایا ویقتلون
النبیین بغیر حق (البقرہ ۶۱) و (آل عمران ۲۱) کہ یہودی انبیاءُ
علیہم السلام کو ناحق شہید کرتے۔ تو ڈاکٹر صاحب اینڈ کمپنی بتائیں۔
(۱) کیا اللہ تعالیٰ امداد کرنے پر قادر نہ تھا؟ (نعوذ باللہ) (۲) کیا اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچّا نہیں تھا؟ (۳) کیا قرآن کی گواہی سچّی نہیں تھی؟ (۴) کیا انبیاءُ
علیہم السلام مؤمن نہیں تھے۔؟ تو پھر کیوں انبیاء علیہم السلام ناحق
شہید کئے گئے۔ جو جواب اس کے لیے ڈاکٹر صاحب کا ہے۔ وہی جواب
ہمارا اپنے لیے تسلیم کریں۔ ورنہ ڈاکٹر صاحب الفاظ کی ہیرا پھیری،
غلط تاویلات۔ فاسد وساوس اور ضعف صنعف کا رٹ لگانے
کو چھوڑ کر مسلمانوں کو جبراً مشرک بنوانے سے باز آجائیں۔ اُمید ہے
کہ خُدا کا خوف رکھنے والے انصاف پسند مسلمان حضرات بھی اس پر

Marfat.com

ضرور غور کریں گے۔

صحت احادیث کے لیے تلقّی بالقبول کا درجہ

قرآن وحدیث اور تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ڈاکٹر صاحب کو قبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت سے منع کرنے کے لیے جب اور ذرائع نہ ملے تو خودساختہ اصول کی روشنی میں احادیث پر غلط جرح کرنا شروع کیا تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اور اردو خواں طبقہ کو آسانی سے دھوکہ دیا جاسکے۔ لیکن اس سے بھی ڈاکٹر صاحب کی ذہنی افتاد اور فاسد عقیدے کا پتہ خوب نمایاں دکھائی دیتا ہے کیا یہ حقیقت ہے کہ ہر ایسی حدیث جس پر ائمہ نقد و رجال نے نقد وجرح کی ہو وہ متروک سمجھا جاتا ہے۔ دیکھئے ارباب فن حدیث کے یہاں سند کے لحاظ سے صحیح ہونا اور بات ہے اور مقبول ہونا اور چیز ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی ذکر کردہ تمام احادیث جن پر انہوں نے جرح کی ہے ان احادیث کی پشت پر تلقّی بالقبول کی مُہر ثبت ہے۔ چنانچہ ان پر اہل علم کا اتفاق ہے اور اس جیسی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ چند کی نشان دہی ذیل میں کی جاتی ہے۔ مشہور حدیث ہے۔ لا وصیۃ لوارث۔ وارث کے لیے کوئی وصیت

Marfat.com

نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے گواہ حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ـــ
لا یخلو اسناد کل منہا من مقال اس کی ہر سند میں کلام ہے امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لا یثبتہ اہل العلم بالحدیث و
لکن العامۃ تلقتہ بالقبول وعملوا بہ یہ حدیث اہل علم کے ہاں
ثابت نہیں لیکن عوام میں اسے درجۂ قبول حاصل ہے۔

حافظ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں بخاری کی تاریخ کبیر
کے حوالہ سے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث لکھی ہے ـــ
من ذرعہ القیٔ وھو صائم فلیس علیہ القضاء وان استقاء
فلیقض روزے کی حالت میں اگر قے آجائے قضا نہیں اور اگر قے
کرے تو قضا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث
صحیح نہیں [illegible]ی کہتے ہیں پتہ نہیں لیکن حافظ صاحب اس کے باوجود
فرماتے ہیں [illegible] العمل عند اہل العلم لیکن اس پر اہل علم
کا اتفاق ہے [illegible] یا اور اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں جہاں خود
محدثین اور [illegible] نقاد رجال نے باوجود سند ضعیف ہونے کے حدیث
کے قبول ہونے کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ اہل علم پر مخفی نہیں۔

اب ڈاکٹر صاحب کے مجروح مذکورہ تمام احادیث کی توثیق بھی علمائے
[illegible] ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب کے گواہ وفاء الوفاء ص ۱۳۳۶

[illegible] فی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
[illegible] تلقی بالقبول

Marfat.com

حاصل ہے۔ چنانچہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے۔ والمتواتر لا یبحث عن رجالہ بل یجب العمل بہ من غیر بحث ص۱۲ حدیث متواتر کی سند اور اس کے رجال سے بحث نہیں کی جاتی ہے بلکہ اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ نیز ڈاکٹر صاحب نے خود اپنے کتابچے کے ص۱۲ پر یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ کاذب کی ہر بات جھوٹی ہونا ضروری نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھا ہے انہا قریبۃ من الوجوب لمن سعۃ (ردالمحتار ج ا ط۲۸۹) مدینہ منورہ کی زیارت ہر اس مسلمان کے لیے واجب کے قریب ہے جس کے پاس زادِ راہ کی وسعت ہو۔ دوسرے گواہ فتح القدیر کی بحث کو اس سے قبل شفاعت کے بیان میں لکھ چکا ہوں۔ جس سے ندا زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سماع موتیٰ وغیرہ یعنی ڈاکٹر صاحب کے تمام مذعومہ شرکیات کا دینِ اسلام کے جائز اعمال ہونا ثابت ہو چکے ہیں۔ اسلام کے چودہ سو سالہ دور میں مسلمانوں کا عمل اس عقیدہ پر رہا ہے کہ جس نے حج کیا۔ اس نے مدینہ منورہ کی زیارت ضرور کی تاکہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں تحفہ سلام پیش کرے۔ مسلمانوں کا یہ عمل اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عظیم اجماع ہے۔ کہ دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے آج تک اس پر عمل ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ بحمد للہ

Marfat.com

اب اگر کوئی ورق گردان تحریر و تقریر کا ماہر اس کے خلاف لب کشائی کرے تو وہ گویا پوری اُمّتِ محمّدیہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام کی تغلیط کے درپے ہے اور اجماعِ اُمّت کا مخالف ہے۔

بعض اعتراضات اور اُن کے جوابات

اعتراض ۱ :۔ سیّدِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کو قرآنِ عزیز نے خود میّت فرمایا ہے جیسا کہ الزمر ۳۱ میں فرمایا۔ انّک میّت وانّھم میّتون ط بے شک تُو نے بھی مرنا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔

جواب :۔ اس مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے ایک بات کا جاننا ضروری ہے اور وہ یہ کہ بعض خطاباتِ قرآنی میں سیّدِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان ہی کلمات سے خطاب فرمایا جن سے عام مسلمانوں کو فرمایا ہے مگر معنیٰ اور مراد میں فرق ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ ۱۵۱ میں فرمایا۔ علمکم ما لم تکونوا تعلمون ط یہ خطاب اُمّت کو ہے کہ تم کو اللہ تعالٰی نے وہ سکھایا جو تم نہ جانتے تھے۔ اس سے مُراد وہ تمام علوم و معارف ہیں جس کو انسان اپنی محنت کے ساتھ حاصل کر لیتا ہے مگر سورۃ النساء ۱۱۳ میں فرمایا وعلمک ما لم تکن تعلم یہ خطاب حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے کہ آپ کو اللہ تعالٰی نے ان علوم و معارف سے نوازا جو آپ اپنے علمی اور کسبی محنت سے کبھی بھی نہ جانتے تھے۔ اسی طرح الزمر کی آیت

Marfat.com

مذکورہ میں دو باتیں ہیں انك میت بے شک آپ پر بھی موت آنی ہے۔ وانهم میتون اور ان لوگوں کو بھی موت کا شکار ہونا ہے۔ اس آیت میں ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخاطب ہیں اور آپ کی موت کا ذکر ہے۔ دوسری میں عام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں موتوں میں فرق ہے۔

اعتراض ۱۲:۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں ولو کان موسٰی حیًّا ما وسعہ الا اتباعی اگر آج موسٰی علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی سے مفر نہ ہوتا۔ اب بتاؤ تمہاری بات مانیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ (یہ قبریں یہ آستانے ط۱۲)

جواب:۔ ڈاکٹر نہ ہماری بات ماننے کو تیار ہیں، نہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو، نہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور نہ اپنے گواہوں کی بات کو (۱) ہم سماع موتٰی۔ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں تشریف لانا۔ وسیلہ۔ قبر کی زندگی وغیرہ کو مانتے ہیں اور دوسروں کو اس کے ماننے کے لیے قرآن و حدیث سے صحیح ثبوت پیش کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب نہیں مانتے ان کا سارا کتابچہ اس پر گواہ ہے۔ (۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فتعاد روحہ فی جسدہ (دیکھیں) ڈاکٹر صاحب اس فرمان نبوی کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں اور چوہوں کی طرح اس میں سوراخ کرنے کے لیے راستے تلاش کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو، یہ قبریں یہ آستانے

Marfat.com

صلہ) (۳) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ واللہ لا یجمع اللہ علیک موتتین۔ لیکن ڈاکٹر صاحب ان پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کا انہوں نے اقرار کیا ہے۔ (یہ قبریں یہ آستانے صلہ۳۲) (۴) اسی طرح ڈاکٹر صاحب اپنے گواہوں کی بات بھی نہیں مانتے مثلاً ان کے گواہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ والانبیاء احیاء فی قبورھم (فتح الباری ج ۶ صلہ۳۶۴) اور ڈاکٹر صاحب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مُصر ہیں (یہ قبریں یہ آستانے صلہ۱۲)

اب رہی اعتراض میں دی ہوئی حدیث۔ تو دیکھئے اس میں اتباعی کا لفظ ہے جس سے مراد احکام شرعی کا مکلّف ہونا ہے جو کہ صرف دُنیوی زندگی ہے نہ کہ برزخی زندگی۔ دُنیوی زندگی کے بعد برزخی زندگی شروع ہو جاتی ہے جو کہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ من ورآئھم برزخ الیٰ یوم یبعثون۔ برزخی زندگی کی مزید وضاحت ص پر گزر چکی ہے نیز یہ حدیث ختم نبوۃ کی دلیل ہے۔ مُراد یہ ہے اگر موسیٰ علیہ السلام، دُنیاوی زندگی میں موجود ہوتے تو اپنی شریعت پر عمل نہ کرتے بلکہ میری پیروی کرتے۔ اور مجھ پر ختم نبوۃ کی عملی گواہ دیتے۔ نہ کہ خود پیغمبری کا دعویٰ کرتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی جج دوسرے جج کی کچہری میں گواہی دینے کے لیے جائے۔ تو وہ اس عدالت کے جج ہونے کا دعویٰ تو نہیں کر سکتا۔

اعتراض ۲۷ :- اگر حیات قبر کو مان لیا جائے تو اس سے قبر پرستی اور

Marfat.com

شرک اعتقادی وعملی کا دروازہ کھل جائے گا۔

جواب:۔ اسلام کو اللہ تعالےٰ نے صراطِ مستقیم فرمایا کئی دیگر آیات کے علاوہ خود سورۃ فاتحہ میں مسلمان پڑھتا ہے اھدنا الصّراط المستقیم اسی صراط مستقیم کے ساتھ دو اور اُمتوں کا ذکر فرمایا جو کہ اسلام سے پہلے گزر چکی ہیں ایک کو مغضوب علیھم اور دُوسرے کو الضّآلین سے تعبیر فرمایا اُسی کی تفسیر خود قرآن کریم نے ہی فرمائی ہے کہ مغضوب علیھم سے مراد یہودی ہیں کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی۔ ان کی تکذیب کی اور ان میں سے بعض کو شہید کر ڈالا۔ ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون (البقرہ ع۸)

اور الضّآلین سے مُراد نصاریٰ ہیں کہ انہوں نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو عین خُدا سمجھا قالوا ان اللہ ھوالمسیح ابن مریم (المائدہ ع۹) خدا کا تہائی سمجھا۔ قالوا ان اللہ ثالث ثلٰثۃ (المائدہ ع۱۰)۔ اور خدا کا بیٹا کہا۔ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ (التوبہ ع۵) یہی یہودیوں نے انبیاء علیہم السّلام کی توہین اور بے ادبی کو اپنا شعار بنایا اور عیسائیوں نے محبّت اور عقیدت میں خُداوند قدوس کی تقدّس پہ ہاتھ جا ڈالا۔ قرآنِ حکیم نے ہمیں صراطِ مستقیم پہ چلنے کا حکم دیا کہ نہ تو انبیاء علیہم السّلام کی توہین کرو اور ان کو خُدا کا کفو جانو۔ ہم بحمدہٖ تعالیٰ اہل سنت وجماعت ہیں۔ ہم قرآن عزیز اور حدیث سید دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں یہ

Marfat.com

عقیدۂ اسلامی سمجھتے ہیں کہ موت کے بعد برزخی زندگی سب کو حاصل ہے۔ تو حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلم کو کیوں حاصل نہیں۔؟

اعتراض ۴ :۔ قبورِ صالحین کی زیارت سے بُت پرستی شروع ہونے کا اندیشہ ہے جیسا کہ قومِ نوح علیہ السلام نے شروع کی تھی۔

جواب :۔ اسی طرح تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بچھڑے کی عبادت شروع کی تھی پھر تو بچھڑے بھی نہ پالے جائیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ان کی عبادت شروع کرے۔ کیسا بے ہُودہ اعتراض ہے۔ مزید وضاحت کے لیے صد پر قوم نُوح علیہ السلام کے اولیاء کی بحث پڑھیئے۔

اعتراض ۵ :۔ اگر حیاۃ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ نہ رکھا جائے تو کیا فرق پڑے گا؟

جواب :۔ اگر حیاۃ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ نہ رکھا جائے تو انکارِ رسالت لازم آئے گا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نبوّت اور رسالت اب بھی قائم ہے نبوّت اور رسالت آپ کا وصف ہے اور وصف بلا ذات قائم نہیں رہ سکتا۔ اگر نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات کو حیات حاصل نہیں تو آپ کی وصف رسالت کس طرح باقی رہ سکتی ہے۔ قیامت تک ہر انسان آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا مکلّف ہے اور جب بھی دولتِ ایمان کا شرف حاصل کرے گا تو وہ توحیدِ خداوندی کے ساتھ اسی طرح آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کرے گا جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر ایمان لانے کی دولت

Marfat.com

حاصل تھی ــــ تعجب کی بات تو یہ ہے آج اگر کوئی ایمان لائے تو ڈاکٹر صاحب کے فتویٰ کے مطابق مُردہ رسول پر ایمان لائے گا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندہ رسول پر ایمان لاتے تھے۔ اس سے تو معلوم ہُوا کہ آج کا ایمان ایمان نہیں کیونکہ ارشادِ ربّانی ہے۔ واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن الناس۔ اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے کہ ایسا ایمان لاؤ جیسا کہ دُوسرے لوگوں (صحابہ) نے لایا ہے۔ تو ایمان وہی معتبر ہوگا جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی طرح ہو۔ ورنہ وہ ایمان نہیں بلکہ منافقت اور کُفر ہے خُداوندِ کریم ڈاکٹر صاحب کے اتحادِ ثلاثہ ابدیہ کی کو ٹیکسالی توحید کی بجائے اصحابی توحید پر ایمان لانے کی توفیق نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

اعتراض ۶ :۔ جب کسی خوش بخت کو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بموجب حدیث من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی کا شرف حاصل ہوگیا پھر تو وہ صحابی بن گیا۔

جواب :۔ صحابی ہونے کے لیے دو شرطیں ضروری ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا اگر غیر مسلم کی ملاقات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہُوئی تو وہ صحابی نہیں کہلایا جا سکتا۔ جیسا کہ ابوجہل وغیرہ۔ (۲) بحالت ایمان حیاتِ ظاہری میں سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کرکے تادم آخر مومن رہنا۔ چنانچہ اب اگر کسی خوش بخت مومن کو یہ زیارت نصیب ہُوئی تو وہ صحابی نہیں کہلایا جا سکتا البتہ اس کو اتنا اجر و ثواب ملے گا۔

Marfat.com

جتنا امام الانبیاء سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دنیاوی زندگی میں زیارت کرنے والے کو ملتا تھا۔

اعتراض ۴ :۔ اگر مان لیا جائے کہ جنابِ رسول کریم کی حیات از قبیلِ حیاتِ دُنیوی ہے تو پھر آپ کہاں سے کھاتے اور پیتے ہیں خوراک کے بغیر زندگی امرِ محال ہے۔

جواب :۔ حیات کے لیے اس خوراک کا ہونا ضروری نہیں جو ہم کھاتے ہیں اس دُنیا میں جب کہ سیّد دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف فرما تھے اس وقت بھی آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کئی کئی دنوں تک ظاہراً کچھ نہ کھاتے تھے مگر باطناً اپنے رب کے ہاں سے کھایا کرتے تھے جس کو مادی انسان نہ سمجھ سکے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ صحابہ کرام کو جب صومِ وصال سے منع فرمایا تو صحابہ یہ عرض کرنے لگے کہ حضور آپ تو خود صومِ وصال رکھتے ہیں پھر ہمیں اس سے منع کرنے میں کیا حکمت ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ ایکم مثلی ربیت عنہ ربّی یطعمنی ویسقنی (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳) تم میں سے میری مثل کون ہے میں تو اپنے رب کے ہاں رات گزارتا ہوں اور وُہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

بشر ایسے کہ داخلِ انام نہیں
شمار دانۂ تسبیح میں امام نہیں

اعتراض ۵ :۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کی ارواح جنّت

Marfat.com

ہیں ہوتے ہیں اور کافروں کے سجّین میں تو پھر قبر کی زندگی کیونکر مان لی جائے؟

جواب :۔ رُوح کے ٹھکانے کو خواہ علین مان لیا جائے یا سجین لیکن اس کا تعلق بدنِ خاکی کے ساتھ رہتا ہے۔ جیسے نیند میں روح کا تعلق بدن کے ساتھ رہتا ہے ارشاد ہے۔ والتی لم تمت فی منامھا فیمسک والتی قضیٰ علیھا الموت۔ (الزمر ۴۲) اور جو نہیں مریں ان کی نیند میں۔ پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے۔ اس کی مثال میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سورج زمین سے کروڑوں میل کے فاصلہ پر ہے مگر سُورج کی گرمی اور روشنی زمین پر اثر انداز ہوتی ہے اور آج کل تو اس پر اعتراض نہیں رہ سکتا کہ انسانی قوّت زمین پر رہتے ہُوئے ہزار ہا میل دُور خلائی جہاز کو بلا کسی محسوس واسطے کے کنٹرول میں رکھتا ہے۔

اعتراض ۹ :۔ دُنیا میں انسانوں کے ڈھانچے ویسے بھی موجود ہیں تو بدن اسلامت رہنا صرف انبیاء علیہم السلام کا خاصہ کیسے ہُوا۔؟

جواب :۔ دُنیا میں جو بعض مقامات پر ڈھانچے مل جاتے ہیں وہ صرف ظاہری ہڈیاں اور اعضاء ہوتے ہیں۔ جسد سے مُراد صرف ظاہری ہڈیاں اور ڈھانچہ نہیں ہے بلکہ پُورا بدن ظاہری اور باطنی اعضاء کے ساتھ مُراد ہے۔ اور یہ ڈھانچے ادویات کے ساتھ تابُوت یا شیشے کے کوز میں محفوظ رکھے ہوتے ہیں حدیث شریف میں الارض کا کلمہ آیا ہے جس سے مُراد یہ ہے کہ زمین پر ان پاکیزہ اجسام کو حرام کر دیا گیا ہے یہ صرف انبیاء علیہم السلام یا صلحائے اُمّت پر خداوندِ کریم کی خاص نوازش ہے۔

Marfat.com

اعتراض نمبر ۱:۔ قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں عام نصوص سے انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات و موت ثابت ہے اس صورت میں حیات الانبیاء کا عقیدہ کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

جواب:۔ میری گفتگو اس بات میں نہیں کہ انبیاء علیہم السلام پر یا خاص طور پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موت طاری ہوئی یا نہیں ان تمام کے حق میں موت طاری ہونے پر تو میرا ایمان ہے مگر گفتگو اس بات میں ہے کہ قرآن و حدیث کی تمام نصوص کا مفاد صرف اتنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر موت طاری ہوئی لیکن یہ کس آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ روح قبض ہونے کے بعد ان کے اجسام مطہرہ میں حیات باقی نہ رہی یہاں قدرِ ضرورت پر اکتفا کرتا ہوں گزشتہ صفحات کو اگر غور سے پڑھا جائے تو اس شبہ کا ازالہ خود بخود ہو جائے گا۔

انشاءاللہ۔ تلك عشرة كاملة۔

روضۂ اطہر کی زیارت برکاتِ عظیمہ کے حصول کا ذریعہ

روضۂ اطہر پر حاضری کا شرف حاصل کر کے (۱) سلام پیش کرنے والا جواب سے مشرف ہو جاتا ہے جس کی تفصیل آپ نے پڑھی۔

Marfat.com

(۲) اس مبارک جگہ کو دیکھ لیتا ہے اور وہاں نماز پڑھ لیتا ہے جس کو سیّدِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روضۃ من ریاض الجنۃ فرمایا۔ یعنی جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ۔ (۳) اس جگہ کی زیارت کرلیتا ہے جہاں حوض کوثر پر سیّدِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منبر مبارک رکھا ہوا ہے جس کے متعلق ارشادِ عالی ہے۔ ومنبری علیٰ حوضی اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (۴) اُحد پہاڑ کو دیکھ لیتا ہے جس کے بارے میں ارشاد فرمایا ھٰذا اجبل محبنا ونحبہ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں۔ (۵) اس پاکیزہ مٹی سے برکات حاصل کرلیتا ہے جس کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ والذی نفسی بیدہٖ ان فی غبارھا شفاءٌ من کل داءٍ (الوفا الوفا ج ۱ ص ۶۷) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مدینہ کے غبار میں ہر بیماری کے لیے شفاء ہے۔ یہ تو ظاہری برکات کا کچھ حصّہ ہے جو ہم جیسے گنہگار کو حاصل ہوسکتا ہے۔ باقی دیگر باطنی اور روحانی برکات جو عشّاق حاصل کرتے ہیں وہ تو اُن سے ہی پوچھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سب ایمان والوں کو ان جیسے برکات سے بار بار مشرف فرمائے۔

آمین یارب العٰلمین

Marfat.com

آخری گذارش!

حقیر نے یہ مضمون خلوص نیت کے ساتھ اس لیے لکھا تاکہ ڈاکٹر عثمانی اور اس جیسے دیگر انسان نما شیطانوں کے گمراہ کن ایمان سوز لٹریچر کو پڑھ کر اگر کوئی مسلمان بھائی شکوک و شبہات میں مبتلا ہو چکا ہو تو اس کو دولت یقین و ایمان اور ادب عشق حق کی دولت سے دوبارہ سیر ہو جائے اور اس کی برکت سے کوئی غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ، ہو جائے تاکہ دوزخ کے دائمی عذاب سے بچے اور مسلمان بھائی سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی اور غیر ارادی گستاخی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے ۔ علاوہ ازیں مجھے اس مضمون کی تصدیق و تصویب کے لیے کسی داد و شہرت کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس عقیدہ پر بحث و تکرار کی غرض ہے. صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی میرے لیے سرمایۂ سعادت دارین ہے۔ واللہ الموفق

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ o

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب کے گواہوں کی مختصر فہرست جو اس مضمون کے ماخذ بھی ہیں

نمبر شمار - گواہ - نام مصنف یا نام کتاب	یہ قبریں یہ آستانے کا صفحہ نمبر
۱- وفاء الوفاء للمسہودی رحمۃ اللہ علیہ	۶
۲- تفسیر ابن کثیر	۱۱
۳- مُسلم شریف	۵-۲۳-۲۵- ۴۰
۴- بخاری شریف	۸، ۱۲، ۱۹، ۲۳، ۲۵
۵- میزان الاعتدال	۱۵-۲۱- ۳۷-۲۳-۲۷- ۲۸- ۳۵ - ۳۹
۶- حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ	۱۵
۷- نخبتہ الفکر	۱۹
۸- تقریب التہذیب	۱۵، ۱۹، ۲۰
۹- ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۵، ۱۹
۱۰- ھدایہ	۲۴
۱۱- تفسیر روح المعانی	۲۴
۱۲- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ	۲۷
۱۳- فتح القدیر	۳۰
۱۴- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۹
۱۵- رد المختار	۲۹ - ۶-

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مشکل کشائی بفضلِ الٰہی

ڈاکٹر صاحب نے ایک سوالنامہ شائع کیا ہے کہ "کیا خدا کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟"

اس سوالنامہ کو پھر ملتان شہر سے شیخ نور محمد نامی کسی شیخ نجدی نے بھی شائع کیا۔ اس سوالنامہ میں ڈاکٹر صاحب نے حسبِ عادت الفاظ کی ہیرا پھیری سے محبوبانِ خدا کے تصرفات و وسیلہ اور شانِ مشکل کشائی و حاجت روائی کے متعلق عوام کو فریب دینے کی انتہائی کوشش کی ہے چنانچہ اس کا جواب نامہ استاذ العلماء مولانا حافظ محمد احسان الحق صاحب قادری فیصل آباد والے نے بنام مشکل کشائی بفضلِ الٰہی لکھ کر عام مسلمانوں کے استفادہ کے لیے ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ کے جمادی الاخریٰ و رجب المرجب سنہ ۱۴۰۰ ہجری کے پرچوں میں شائع کیا ہے یہ ایمان افروز جواب نامہ بھی ہدیۂ ناظرین ہے۔

مشکل کشا: - یہ ایسا نام نہیں جس کا استعمال قرآن و حدیث نے باری تعالیٰ جل مجدہٗ کے لیے مخصوص قرار دیا ہو۔ اور دوسروں کے لیے مشرک بتایا۔ بلکہ یہ لفظ خالق و مخلوق دونوں پر بولا جاسکتا ہے البتہ خالق کے لیے استعمال ہونے کی صورت میں اس کے جو معنے ہوتے ہیں مخلوق کے لیے وہ معنے مراد نہیں ہوتے جس طرح رؤف۔ رحیم

Marfat.com

سمیع و بصیر متعدد الفاظ قرآن و حدیث میں خالق و مخلوق دونوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں مگر مفہوم الگ الگ ہیں۔

قرآن مجید:۔ قرآن مجید میں حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے کہ آپ بندوں پر سے ان کے بھاری بوجھوں اور سخت تکلیفوں کے پھندوں کو اتارتے ہیں۔ (الاعراف رکوع ۱۹) اور انہیں (جہل و کفر) کے اندھیروں سے نکال کر (علم و ایمان) کے اُجالے میں لاتے ہیں (ابراہیم ع ۱) اہل حاجت کو اپنے فضل سے غنی کرتے ہیں (التوبہ ع ۱) مندرجہ بالا آیات سے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لیے بہت بڑی شان مشکل کشائی ثابت ہوتی ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم جب دریا کے اور فرعونی لشکر کے درمیان آپ سے فریادی ہوئی تو حکم ملا۔ دریا پر اپنا عصا مار اس سے دریا پھٹ گیا۔ راستے نکل آئے۔ بنی اسرائیل دشمن سے بچ کر پار چلے گئے (الشعراء رکوع ۴) پھر فرمایا اترک البحر رھوا، دریا کو یونہی جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ دو۔ عصا مار کر ان کو جالو نہ کرو تاکہ یہ فرعونی غرق ہو جائیں۔ (الدخان رکوع ۱) اسی طرح آپ کا عصا بنی اسرائیل کے لیے مشکل کشا اور کفا کے سر پر قہر الٰہی ثابت ہُوا۔ میدان تیہہ میں ساری قوم شدید پیاس میں مبتلا ہو گئی۔ پانی ملنے کا کوئی ظاہری سبب موجود نہ تھا۔ قوم نے آپ سے پانی مانگا آپ نے بحکم خدا پتھر پر عصا مار کر بارہ چشمے جاری فرمائے (البقرہ رکوع ۷) جس سے پیاسوں کی بہت بڑی مشکل کشائی

Marfat.com

ہو گئی۔ ایک مقبول بندے کی ذبح کی ہوئی گائے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم کو لگا تو وہ یکدم زندہ ہو گیا اور اس نے اپنے قاتل کا نام بتا کر سب کی مشکل کشائی کر دی۔ (البقرہ رکوع ۹)۔

سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص اپنے والد بزرگوار سیدنا یعقوب علیہ السلام کو بھیجتے وقت فرمایا۔ میرا یہ کرتہ لے جاؤ۔ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (یوسف رکوع ۱۰) سبحان اللہ مشکل کشائی و دفعِ مرض و بلا کی کتنی روشن دلیل ہے ؏

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ مادر زاد اندھوں کو اور سفید داغ والوں کو شفا دیتے ہیں اور باذنہٖ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ (آل عمران رکوع ۵، المائدہ رکوع ۱۰۰)

ملائکہ کرام کے دیگر بے شمار تصرفات کے علاوہ فرمایا۔ فرشتوں کی تدبیر سے دنیا کے کام پورے ہوتے ہیں (النازعات ع ۱) جبرئیل امین ہواؤں پر اور لشکروں پر مؤکل ہیں کہ ہواؤں کو چلانا اور لشکروں کو فتح و شکست دینا ان کے متعلق ہے۔ اور میکائیل باران روئیدگی پر مقرر ہیں کہ مینہ برساتے ہیں اور درخت اور گھاس اور کھیتی اُگاتے ہیں۔ اور عزرائیل قبض روح پر مسلط ہیں اور اسرافیل ان سب پر حکم لے کر آتے ہیں علیٰ نبینا وعلیہم السلام

آیت مبارکہ کے اس مختصر بیان سے ہر ذی شعور سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جہاں قدرت کی انتہا نہیں وہاں اس کے فضل و کرم اور

Marfat.com

جود وسخا کی بھی حد نہیں اس نے مقبول بندوں کو بڑی سی بڑی قدرتیں عطا فرمائی ہیں اور مشکل کشائی وحاجت روائی کی قوتیں بخشی ہیں اس کے اسی عطائے غیر مجذوذ سے نہ اس کی ذاتی قدرت میں فرق آیا۔ نہ اس کے بندے اس کے شریک ہوئے۔ بلکہ پہلے بھی اور ان مشکل کشائیوں کے اظہار کے وقت بھی ہر آن ہر لحظہ ہر گھڑی وہ اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہوتے ہیں اور حقیقی مشکل کشا سے لے کر اس کے حکم کے مطابق اسی کے نائب وخلیفہ ہونے کی حیثیت سے اس کے بندوں کی مشکل کشائی فرماتے رہتے ہیں۔ اس دنیائے عالم میں عام قانونِ قدرت یہ ہے کہ ایک مخلوق کی مشکل دوسری مخلوق کے ذریعہ حل کی جاتی ہے بھوک اور پیاس کی مشکل روٹی اور پانی سے زہر کی مشکل تریاق سے بیماری کی مشکل دوائی سے، عریانی کی مشکل لباس سے، تنگدستی کی مشکل مال و زر سے، ظلمِ ظالم کی مشکل عدلِ عادل سے دور کی جاتی ہے۔ افسوس کہ سائل نے نہ اللہ تعالیٰ کے قانونِ قدرت کو پہچانا۔ نہ اس کی شانِ عطا کو۔ نہ مشکل کشائی حقیقی کے معنے سمجھے، نہ مشکل کشائے عطائی کے اور خواہ مخواہ کی الجھنوں میں مبتلا ہو کر بے تکے سوالات مرتب کر دیئے اور بارگاہِ علماء میں مشکل کے حل کرنے کی درخواست دے دی۔ علمائے حق اہلِ سنت وجماعت کا ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے اب سائل کے سوالوں کے نمبروار جواب عرض کر رہا ہوں (سوالنامہ کا فوٹوسٹیٹ اس جواب نامہ کے ساتھ منسلک ہے اس لئے

Marfat.com

صرف جواب لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ عبدالحق)

جواب ۱:۔ ہر مشکل میں مشکل کشا کو پکارا ہی نہیں جاتا۔ بلکہ قانونِ قدرت کا اتباع ضروری ہوتا ہے، مثلاً زید کو بھوک یا پیاس یا بیماری کی مشکل کا سامنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان مشکلات کا حل روٹی، پانی دوائی کے سپرد فرمایا ہوا ہے۔ زید کو چاہیئے کہ بسم اللہ شریف پڑھ کر ان چیزوں کو حسب قانونِ قدرت و شریعت استعمال کرے۔ بمشیّتہٖ تعالےٰ مشکل دُور ہو جائے گی اور اگر بجائے استعمال کرنے کے "یا روٹی" "یا پانی" کہہ کر ان مشکل کشاؤں کو پکارتا رہے تو مجنون سمجھا جائے گا بلکہ اگر ان کی موجودگی میں انہیں استعمال نہ کرے اور صرف مشکل کشائے حقیقی جلّ مجدہٗ کو یا اللہ یا رب کہہ کر پکارنا شروع کر دے اور بھوکا پیاسا مر جائے تو حرام کی موت مر جائے گا۔ کیونکہ قانونِ قدرت سے مُنہ موڑنا جرم و گناہ ہے اگرچہ یا اللہ کہنا عبادت ہے اور اگر دوائی استعمال کرنے کے باوجود بیمار کو آرام نہ ملے اور وہ یا ارحم الراحمین کہہ کر مشکل کشائے حقیقی کو یا "یا رسول اللہ" کہہ کر مشکل کشائے عطائی کو پکارے تو یہ طریقۂ علاج بھی درست ہے۔ اور اس سے صاحب نسبت اور صحیح العقیدہ تندرست ہو جاتے تھے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا مُحمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا تھا اور ان کے پیر تندرست ہو گئے تھے (طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۱۵۴) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوتِ سامعہ مرحمت فرمائی ہوئی ہے کہ ہزاروں ہی نہیں لاکھوں

Marfat.com

کروڑوں میلوں کی دُوری سے بھی آپ آواز سُن سکتے ہیں آپ ساتوں آسمانوں سے اُوپر جنّت میں جلوہ گر تھے اور آپ کے صحابی نُعیم نحّام زمین پر، آپ نے اتنی دُور سے ان کے کھانسنے کی آواز سُن لی تھی۔ اِسی بِنا پر انہیں نحّام کہا جاتا ہے یعنی کھانسنے والا۔ (طبقات لابن سعد ج ۴ ص ۱۳۸) جب جنّت میں اتنی دُوری سے سُن سکتے ہیں تو یہاں فرشِ زمین پر فرشِ زمین سے سُننا کیا بعید ہے؟ ؎

واللہ وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دِل سے

جوابٌ۲:۔ قرآن مجید شاہد ہے کہ سیّدنا آدم علیہ السلام کو تمام زبانوں کا علم عطاء فرمایا گیا تھا (البقرہ رکوع ۴) اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر قسم کی بولی بولنے والی سب قوموں کا نبی بنایا گیا ہے۔ (الاعراف ۲۰ رکوع ۲۰، السبا۔ رکوع ۲) اور یہ قانونِ قدرت ہے کہ نبی کو اس کی اُمت کی سب بولیاں سکھائی جاتی ہیں۔ (ابراہیم ۲ رکوع ۱) بلکہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نبوّت کے وسیع تر احاطہ میں حیوانات وبہائیم اور عالم عالمین ارضی وسماوی داخل ہیں (الفرقان ۱ رکوع ۱) تو ثابت ہُوا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسانوں کی بھی سب بولیاں جانتے ہیں اور حیوانات کی بھی۔ بناء بریں احادیثِ مبارکہ میں بصراحت مذکور ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں چڑیوں ہرنیوں، اونٹوں نے حاضر ہو کر اپنی اپنی بولیوں میں فریادیں کیں اور

Marfat.com

آپ نے سب کی بولیاں سمجھ کر مشکل کشائی فرمائی۔

جواب ۳: ۔ اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم پیغمبروں کو اپنے آپ پر قیاس کرنا بہت بڑی بدنصیبی ہے ان کی قوت قدسیہ کا یہ عالم کہ ان کے منگتوں کو قطار بنانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے لے کر اس کے حکم کے مطابق اس کی بخشی ہوئی قوت سے یکدم سب بھکاریوں کی مرادیں پوری کر دینا ان کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے

صدا سنتے ہیں وہ اپنے فقیروں کی مدینے سے
علیٰ قدرِ مراتب بھیک ملتی ہے خزینے سے

سائل اگر کور چشم نہیں تو ہر روز مشاہدہ کرتا ہوگا کہ سورج سے دنیائے عالم کا ہر ذرہ قطار بنانے کے بغیر روشنی حاصل کرتا رہتا ہے، تو آفتاب نبوت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری امت کو بیک ساعت فیض پہنچانا سائل بدنصیب کو کس اصول کے تحت محال نظر آتا ہے کیا سائل نے احادیث شفاعت نہیں پڑھیں یا نہیں سنیں برو زِ محشر ساری کائنات براہ راست مشکل کشائے حقیقی جل مجدہ کے حضور حاضر نہیں ہوگی۔ بلکہ مشکل کشائے عطائی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانۂ رحمت پر جبین نیاز جھکائے گی۔ اور آپ قطار میں کھڑا کرنے کے بغیر سب کی مشکل کشائی فرمائیں گے

جواب ۴: ۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی نیند دوسروں کی بیداریوں سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے اسی لیے حضرات انبیاء علیہم السلام پر نیند

Marfat.com

۔یں بھی وحی اترا کرتی ہے یہ جو ہر سال ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو لاکھوں
قربانیاں دی جاتی ہیں یہ اسی وحی کا نتیجہ ہے۔ جو حضرت ابراہیم
علیہ السلام پر نیند کی حالت میں اتری تھی اور یہ جو ہر مسجد میں ہر روز
پانچ وقت اذانیں دی جاتی ہیں ان کا حکم بھی نیند میں ملا تھا (مشکوٰۃ صفحہ ۶۴)
بناء بریں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند ناقض وضو نہیں
کیونکہ نیند کی حالت میں بھی آپ کا قلبِ انور جاگتا رہتا ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۱۶)

۵ لا تنکر الوحی من رؤیاہ ان لہٗ
قلباً اذا نامت العینان لم ینم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ
جاگ رہے تھے ان کے پاس شیطان آیا اس نے انہیں بچوں کی
مانند تھپکیاں دے کر سلا دیا۔ یہ سارا منظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نیند میں دیکھا اور تھپکیوں کی آواز سنی پھر اٹھ کر سب کچھ بیان
فرما دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۶۱)

ایک دوسرا واقعہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کاشانۂ
رحمت میں آرام فرما تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مالِ زکوٰۃ
کی حفاظت پر مامور تھے۔ تین شب لگاتار چور آتا رہا۔ ہر بار پکڑا جاتا
تھا پھر کچھ جھوٹ کچھ سچ بول کر چھوٹ جاتا رہا۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اس کی سب حرکتوں کو دیکھتے رہے۔ اور اس کی سب
باتوں کو سنتے رہے جتنا اس نے جھوٹ بولا تھا وہ بھی اور جتنا

Marfat.com

سچ کہا تھا وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتادیا
پھر بتایا کہ وہ چور شیطان تھا۔ (مشکوٰۃ ص۱۸۵)

جواب ۵:۔ بے شک قرآن وحدیث گواہ ہے کہ انبیاء کرام اور رُسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سر کے کان زبان کی باتوں کو اور دل کے کان دل کی فریادوں کو سُن لیتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

(۱) فرشتے ''ماتمکرون'' کو یعنی لوگوں کی خفیہ تدبیروں کو لکھتے ہیں جن کا تعلق دل ہی سے ہوتا ہے۔ (یونس رکوع ۳: آیت ۱، ۲، ۳)
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دیا گیا کہ جو لوگ اللہ کی رضا چاہتے ہیں، ان سے اپنی جان رکھو۔ اور انہیں اپنے سے دور نہ کرو اور جن کے دل اللہ کی یاد سے غافل ہیں ان کا کہنا نہ مانو (الانعام ع ۶۔ آیت ۲، الکہف آیت ۶ رکوع ۴) اللہ کی رضا دل ہی سے چاہی جاتی ہے اور جو دل غافل کو نہ جانتا ہو وہ اس سے بچ نہیں سکتا، معلوم ہُوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دل کے ارادوں کو دل کی غفلتوں کو جانتے ہیں تو دل فریاد بھی سُن سکتے ہیں۔ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کے سب اعمال ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔ (التوبہ رکوع ۱۲: آیت ۵) دل سے اچھی یا بُری نیت کی جائے۔ تو وہ بھی اعمال میں داخل ہیں۔

جواب ۶:۔ سائل کی پیدائش سے پہلے اس کی والدہ نے اس کے والد کی طرف رجوع کیا جو غیر اللہ ہے پھر سائل نے شکم مادر میں پرورش پانے کے لیے خون حیض کی طرف رجوع کیا جو غیر اللہ ہے پھر سائل کی پیدائش کے وقت

Marfat.com

اس کی والدہ نے لیڈی ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا۔ جو غیر اللہ ہے پھر سائل نے دو سال تک شیرِ مادر کی طرف رجوع کیا جو غیر اللہ ہے۔ پھر آج تک سائل نے کھانے پینے رہنے سہنے پڑھنے پہننے اوڑھنے کے سلسلے میں علاج معالجہ حجامت بنوانے وغیرہ میں لاکھوں دفعہ غیر اللہ کی طرف رجوع کیا پھر جب سائل مر جائیگا تو غسّال اور گورکن کی طرف کفن پہنانے لاش اٹھانے والوں کی طرف رجوع کرے گا۔ تعجب ہے کہ اتنے زیادہ غیر اللہوں کی طرف رجوع کرنے والا علماء سے پوچھتا ہے کہ غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خُدا معلوم اس خیال کے لوگوں کی عقلیں کیوں ماری جاتی ہیں سائل بے چارے کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اسباب کا بھی اور مسببات کا بھی۔ اس لیے اس کی طرف ہر ایک کو ہر وقت احتیاج رہتی ہے اور اس نے اپنی حکمت سے ایک مخلوق کو دُوسرے کا محتاج بنا کر پیدا فرمایا ہے اس لیے غیر کی طرف بھی رجوع کی ضرورت رہتی ہے جو درحقیقت اسی کی طرف رجوع ہے کیونکہ اسی نے یہ سلسلہ اسی طرح جاری رکھا ہے۔ (جلّ جلالہٗ)

جواب ۷:۔ ہر مشکل کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی حل فرماتا ہے اسی نے اپنی حکمتِ بالغہ کی بناء پر مخلوقات کو حلِ مشکلات کے لیے صرف ذریعہ اور وسیلہ بنایا ہُوا ہے بھوک پیاس بیماری کی مشکلات کو اللہ تعالےٰ ہی حل فرماتا ہے مگر اس نے روٹی پانی دوائی کو اس حل کا ذریعہ بنایا ہُوا ہے سائل بھی قبض دُور کرنے والی (ڈلکولکس) کو قبض کُشا یعنی مشکل کُشا

Marfat.com

ہی کہتا ہے۔ (قبض بھی ایک مشکل ہے جو اس سے دُور ہو جاتی ہے) یوں ہی کفر و شرک جہل و ضلال کی مشکلات کو اللہ تعالیٰ ہی دُور فرماتا ہے مگر اس نے انبیاء و مُرسلین اولیاءِ کاملین علماء ربّانیین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور مبلغینِ حق کو ان مشکلات کے حل کا وسیلہ ارشاد فرمایا ہُوا ہے۔ اسی طرح عذابِ دُنیا ہو یا عذاب آخرت۔ عذابِ نار ہو یا عذابِ زمہریر سب کو خُدا تعالیٰ ہی دُور کرماتا ہے مگر اس نے ان عذابوں اور مشکلوں سے چھٹکارا پانے کے لیے مقبولین کی شفاعت کو وسیلہ قرار دیا ہُوا ہے معلوم ہُوا کہ کوئی مشکل ایسی نہیں ہے جسے اللہ تعالےٰ حل نہ فرماتا ہو اور کوئی نبی ولی ایسے نہیں جنہیں حل مشکلات کا ذریعہ نہ بنایا گیا ہو۔

جواب ۳ :۔ حقیقت میں ہر مشکل ڈالتا بھی خُدا ہے۔ جس طرح وہ اپنی بعض مخلوق کے ذریعے مشکلات دُور فرماتا ہے یُونہی اپنی بعض مخلوق کے ذریعے مشکلات ڈالتا بھی ہے اگر خُدانخواستہ سانپ بچھّو وغیرہ موذی جانور اذیّت پہنچائیں تو اس مشکل میں خُدا ہی نے ڈالا۔ یہ چیزیں صرف ذریعہ بنی ہیں پھر اگر تریاق وغیرہ اس اذیت کو ختم کر دے، تو حقیقت میں یہ تکلیف خُدا ہی نے دُور کی ہے۔ تریاق وغیرہ صرف ذریعہ بنے ہیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ابوجہل نے گستاخی کی تو اس کے دل پر کفر کی ابدی مُہر لگ گئی۔ یہ مُہر خدا ہی نے لگائی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی اس کا ذریعہ بنی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غلامئ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا کیا تو سب صحابہ پر

Marfat.com

فضیلت دے گئے یہ فضیلت انہیں اللہ تعالٰی نے بخشی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ رحمت اس کا وسیلہ قرار پائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

جواب ۹:۔ یہ تقسیم سائل کا اپنا اختراع ہے اس کا نہ کوئی مسلمان قائل ہے نہ کارخانۂ قدرت میں اس کی کوئی گنجائش ہے جیسا کہ جواب ۵ میں بیان ہوا۔ مسلکِ اہلِ سنّت سے الگ ہونے کے جرم نے سائل کو ذہنی ژولیدگی میں مبتلا کر دیا ہے۔ (معلوم نہیں کہ ڈاکٹر صاحب لوگوں کا علاج کس طرح کرے گا۔ کیونکہ ؎

طبیبے کہ خود باشدش زرد رو

ازو دارُوئے سُرخ رُوئے مجو!

اس نے نہ خالق کی قدرت کو جانا نہ مخلوق کی حیثیت کو پہچانا۔ یوں ہی جہلِ مرکب کی وادی میں ڈانواں ڈول پھر رہا ہے۔

جواب ۱۰:۔ نمازِ جنازہ میں پست آواز کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں طلبِ بخشش کی التجاء کی جاتی ہے مگر دعاء (اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ الخ سے پہلے بارگاہ اقدس سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں درود وسلام عرض کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ نمازِ جنازہ پڑھنے والے یقین کر لیں کہ مشکل کشائے عطائی پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لیئے بغیر اور صلوٰۃ وسلام کا وسیلہ پیش کیئے بغیر نہ نمازِ جنازہ قبول ہوتی ہے نہ کوئی مشکل آسان ہوتی ہے۔ ؎

بے اُن کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے :. حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

Marfat.com

اسی لیے قرآن مجید نے منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے ۔ (التوبہ) کیونکہ منافق لوگ وسیلے کے بھی منکر ہوتے ہیں اور رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرنے کے بھی۔ تو ان کی نماز جنازہ کا انہیں کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ سائل اس فرق و حقیقت کو نہ سمجھے تو یہ اس کی بد دیانتی یا بے بصیرتی ہے (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

(بشکریہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام زینۃ المساجد گوجرانوالہ)

برادران اسلام! تبلیغی جماعت یا جماعت اسلامی کو مشرک قرار دینے والے (ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب کی تصنیف ہماری دعوت ص۱۵) بلکہ ساری مسلمانان عالم کو کافر قرار دینے والے ڈاکٹر مسعود الدین کیماڑی کراچی کے لٹریچر کا ان چند صفحات میں احتساب کیا گیا ہے پہلے آپ خود انصاف سے خود مطالعہ فرما دیں اور مؤلف کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور پھر چند نسخے فوٹو سٹیٹ نکلوا کر دیگر مسلمان بھائیوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں تقسیم کریں اور قلمی و مالی جہاد کا ثواب حاصل کریں۔

واللہ الموفق

الوداعی کلمات

برادرانِ اسلام!

فقیر نے یہ چند صفحات ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کی کتب پر کتاب وسنت کی روشنی میں تبصرہ کرکے عوام المسلمین کی خدمت میں پیش کیا۔ ڈاکٹر موصوف کا یہ نیا مذہب نہیں بلکہ یہ بھی محمدؔ بن عبدالوہاب نجدی کی کتب سے مرتب شدہ مذہب ہے۔ جس کو ایک انگریز مسٹر ہمفرے نے حکومتِ برطانیہ کی وساطت سے ٹریننگ دی تھی۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید لکھی جس میں مسلک اہل سنت کو نشانہ بنایا اور اہلِ تصوّف پر خوب برسا۔ محیؔ الدین ابن عربی اور قصیدہ بُردہ کے مصنف کو نہ چھوڑا عرب کے مقدس مقابر میں مقدس قبور کو ویران کرکے ہموار کیا اور جو مزارات مقدسہ پر جو گنبد وقبہ جات بنائے گئے تھے ان تمام کو مسمار کرایا۔ بزرگوں اور انبیاء کی تعظیم کو شرک کہا اور کسی کو خواہ نبی کیوں نہ ہو اس کو سیّدنا لفظ کہنے کو بھی شرک بتایا ہے۔ انبیاء اور اولیاءُ کو عوام الناس لوگوں میں شامل کرنے کے لیے وہابی تحریک چلائی۔

علامہ شامی نے ردالمختار کی تیسری جلد میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو باغی قرار دیا ہے۔ علامہ صاوی نے اِنَّ الشَّیطٰنَ لَکُم عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا کے تحت لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ

Marfat.com

خوارج کے حق میں نازل ہو چکی ہے اور یہ حجاز میں ایک الگ فرقہ ہے جس کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں لکھا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کم تھا اور کفر کے فتوے میں وہ جلدباز تھا اور المهند علی المفند المسمّٰی بعقائد علماء دیوبند میں خارجی بتایا ہے۔ حسین احمد مدنی نے الشہاب الثاقب میں تحریر کیا ہے۔ عجم و عرب کے مختلف مکتبۂ فکر کے علماء نے محمد بن عبدالوہاب کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اور اس کے خلاف اسلامیہ عقائد لوگوں کو بتائے ہیں اور اس فرقہ کے لوگوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے کہ وہ ان سے اجتناب کریں۔ مفتی شافعیہ سیّد احمد ذینی دحلان نے الدرر السنیّہ فی الرد علی الوھابیہ کتاب لکھی ہے۔ اسی طرح کشف الارتیاب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد تاریخ وہابیہ پر مفصل روشنی ڈالی ہے اور تاریخ نجد و حجاز، تاریخ وہابیہ اور مشعل راہ وغیرہ مستند کتب علماء اسلام نے لکھی ہیں۔ فقیر نے۔۔ الدرر السنیہ نامی کتاب کو پشتو میں ترجمہ کر کے پٹھان قوم کے لیے شائع کی ہے۔ مذہب وہابیہ کی مختلف شاخیں ہیں ان تمام کے عقائد ایک ہیں صرف طرز بیان الگ الگ ہے۔ اسی طرح کیپٹن مسعود عثمانی کی کتب سے تمام مسلمانوں کو اجتناب ضروری ہے۔

اخیر میں فقیر دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے گمراہوں سے امان میں رکھے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ معلم الکائنات ط

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اشتہار اصلاحِ معاشرہ

تھکال کا مؤدبانہ جواب

بعض منہ ماتھے کی صفائی کے شعور کے بغیر اشتہار بازی کر لیتے ہیں پیشانی پر سیاہی سے لکھا ہے کیا خدا کے سوا اور کوئی مشکل حل کرنے پر قادر ہے ؟ ایک سوال کی دس شکلیں نمبر وار جواب اشتہار کے ساتھ ملاحظہ ہو۔

(۱) اگر تمہارے کسی توحیدیئے سے کوئی پوچھے کیا خدا اپنے کسی بندے کو کوئی مشکل حل کرنے پر قادر بنانے پر قادر ہے جواب ایمانی یہی ہے بے شک وہ قادر ہے (اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ) جو کہے قادر نہیں وہ کافر جاہل ہے۔

(۲) اشتہار نے اپنے وسوسے کی دس جاہلانہ بدشکلوں کے جواب کی مشکل حل کرنے کا سوال خدا کے سوا علماء سے کیا ہے اس نے خدا کو غیر قادر اور علماء کو قادر مان کر کیا تو کافر مرتد ہوا اور اگر علماء کو غیر قادر مان کر کیا تو جاہل بے دین ہوا۔ خدا کو چھوڑ کر غیر سے رجوع کفر ہے یا نہ کہو کفر ہے۔

Marfat.com

(۳) اس مشکل کے حل میں اپنے خُدا سے سوال کیوں نہ کیا اگر خدا کو اس قابل نہ جانا اور علماء کو جانا تو آپ کون ہُوئے، بدمذہب بے دین۔

(۴) اگر قادر خُدا سے سوال کرنا ناروا جانا تو آپ کون ہُوئے گمراہ بے دین جاہل۔

(۵) اگر ایسا اس لئے کیا کہ خُدا دُور ہے اور عُلماء نزدیک ہیں تو خُدا کو دُور جان کر آپ کیا ہُوئے حالانکہ وہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔

(۶) اگر اس مشکل کے حل میں خُدا سے اس لیے پھر گئے کہ اس نے حرم کعبہ کو مولد مصطفیٰ و مرتضیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، رضی اللہ عنہ بنا کر افرادِ ملّت کو اِدھر سجدہ کیوں کرایا تو تم خُدا کے منکر کافر ہُوئے۔

(۷) اگر خُدا سے اِس لیے منحرف ہُوئے کہ اس نے ذاتِ مُصطفیٰ کو اپنے دو نام رؤف اور رحیم اور مولا علی مرتضیٰ کو ایک نام علی کیوں عطا فرمایا تو تم مُنکر ہُوئے۔

اللہ قادر مختار ہے جسے جو نام چاہے دے جسے جو طاقت اختیار دے، دے سکتا ہے جو نہ ماننے کافر جو ماننے مومن ہے۔

(۸) اور اگر تم اللہ سے اِس لیے پھر گئے اور عُلماء سے مشکل حل کرنے کا سوال کیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معرکہ خیبر کی سخت مشکل میں علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح کا اعلان اور علی رضی اللہ عنہ کو اس کے مطابق فتح کا موجب و نشان بنا کر مشکل کشا کیوں ٹھہرایا کہ مجاہدینِ اسلام کے جہاد کی ہر مشکل میں

Marfat.com

نعرۂ حیدری یا علی رضی اللہ عنہ ایک ایمانی جہادی اصطلاح بن گئی تو ایسا کر کے تم اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر کافر نہ ہوئے۔ کہو ہوئے اور خواہ مخواہ ہوئے۔

(۹) اور اگر تم نے ایسا کر کے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منہ موڑ کر علماء کو اپنی شرک و ضلالت کا قبلہ اس لیے بنایا کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب و سنت میں انبیاء اولیاء کی اس قدر عظیم شان کیوں بیان فرمائی۔ کہ اب ہماری تقریری و تحریری کفر کاری اشتہار بازی غلط بیانی حق پوشی کچھ کار آمد نہیں رہی تو تم اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہو گئے اب حکم یہ ہے مرو اپنے غصے سے، حق حق ہے باطل باطل ہے۔

(۱۰) اور اگر تم اللہ سے اس لیے پھر کر منحرف ہو گئے منکر و لاپرواہ ہو گئے ہو کہ اس نے انبیاء، اولیاء کو مشکل کشائی کے لیے طاقت دینے کا کیوں اعلان کر رکھا ہے واللہ یؤید بنصرہ من یشاء (۱۰/۳ العمران آیۃ ۱۳) اللہ مدد دیتا ہے اپنی نصرت سے جسے چاہے تو تم اللہ اور قرآن کے منکر اور کافر ہوئے یا نہ کہو ضرور ہوئے خواہ مخواہ توحیدی محکمہ کے ہر بڑے چھوٹے معتبر بھلے مانس سے آخری مؤدبانہ ایک بات آپ توحیدی حضرات اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں۔ ورمسمی نوں پر ان امور کے متعلق انکاری حجتہ اعتراض بھی کرتے ہیں جو قرآن و سنت آثار سے

Marfat.com

ثابت ہیں ٹھنڈے دِل سے غور کریں یا آپ کا دعویٰ صحیح نہیں یا دین اسلام پر یقین صحیح نہیں پیارے ؎

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا
کلمہ کعبہ خدا ہمارا ایک
ایک مُسلم نبی ہمارا ایک
دین پر دِن ہے کفر پر ہے رات
دین چھوڑنا تو بھانت بھانت کی بات
دِن کا بھُولا جو شام گھر آئے
اپنے گھر آنے سے نہ شرمائے

مولا علی مشکل کُشا کی مشکل کُشائیؑ کی ایک ناقابلِ انکار چشم دید مثال

ملک حمید احمد بن ملک شاہ محمد صاحب سکنہ ۵ چک جنوبی قادری محمودی حال کینیڈا نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ۱۹۷۵ء میں بسلسلہ ملازمت بحری جہاز مرچینٹ نیوی روس رنگیہ وارد ہُوا جہاں ایک

Marfat.com

مشہور و معروف ہوٹل ساٹھ منزلہ (ماسکو) میں ایک پارٹی کا عظیم اجتماع تھا اچانک ایک روسی لڑکی چھت پر سے پھسل کر گر گئی اس کا بیان ہے کہ گرتے ہی مجھے ذہن میں آیا کہ اہل اسلام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہہ کر مشکل میں اللہ کا ولی جان کر مدد طلب کرتے، تو ان کی مشکل حل ہوتی ہے میں نے بھی ان اللہ کے پاک بندہ کو یاد کیا تو ان پاک صورت بزرگ نے معاً مجھے تھام کر زمین پر پہنچا دیا۔ آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ ساٹھ منزلہ عمارت سے گر کر میں صحیح سلامت زندہ ہوں کوئی چوٹ خراش تک نہ آئی میرے دل میں مذہب اسلام کی سچائی گھر کر گئی ہے۔ میں کلمہ پڑھکر برضا و رغبت مسلمان ہو چکی ہوں، یہ خبر اطراف تک پھیل گئی۔ سبحان اللہ والحمد للہ

اللہ کا فرمان ہے۔ سنریھم اٰیتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حتیٰ یتبین لھم انہ الحق (۲۵/ حٰمٓ السجدہ)

عنقریب ہم لوگوں کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے نفس میں بھی حتیٰ کہ ان پر کھل جائے گا کہ (اسلام قرآن) برحق ہے اور اللہ نے حق فرمایا۔ (۳/ ۱۰ العمران آیت ۱۳)

اور اللہ مدد دیتا ہے اپنی نصرت سے جسے چاہے۔

بیشک اس میں بینا لوگوں کے لیے سبق ہے۔

Marfat.com

فہرستِ کتب

جن کے بغیر کوئی لائبریری بھی مکمل نہیں ہوسکتی

- فیضانِ علی ۔ — ۱۲۰ روپے
- سیرتِ مصطفیٰ ۔ — ۳۰ //
- روحِ کائنات ۔ — ۳۰ //
- مکائدِ عثمانی ۔ — ۳۰ //
- تبلیغی جماعت ۔ — ۳۵ //
- ولایت وکرامت ۔ — ۲۰ //
- تجلیاتِ غفوریہ ۔ — ۱۵ //
- عشقِ رسول ۔ — ۱۰ //
- تبلیغ ۔ — ۱۰ //
- تبلیغی جماعت پر ایک نظر ۔ — ۶ //
- ۷۳ فرقے ۔ — ۱۵ //
- باطل فرقوں کی پہچان ۔ — ۲۵ //
- سیرتِ غوث الاعظم ۔ — ۱۰ //
- معراجِ مصطفیٰ ۔ — ۱۰ //
- تعظیمِ مصطفیٰ ۔ — ۱۲ //
- مزاراتِ مقدسہ پر گنبد بنانا ۔ — ۱۰ //
- دعوتِ غور وفکر ۔ — ۶ //
- مسنون دعائیں و ارشادات ۔ — ۶ //
- دعاء بعد نماز جنازہ ۔ — ۱۰ //
- الصواعق الربانیہ ۔ — ۱۵ //
- منع الانہارات ۔ — ۱۰ //

- نظامِ خلافت ۔ — ۱۵ روپے
- اعلیٰحضرت صداقت کے آئینہ میں ۔ — ۱۵ //
- دعاء بعد السنن والنوافل ۔ — ۱۵ //
- الدرر السنیہ پشتو ۔ — ۱۵ //
- اظہارِ حق پشتو ۔ — ۲۰ //
- شرعی پردہ ۔ — //
- المسئلۃ البیضاء ۔ — ۸ //
- حیاتِ خضر ۔ — ۶ //
- احسن البیان ۔ — //
- اذان سے قبل و بعد درود وسلام ۔ — ۲۵ //
- معجزات عقل و استدلال کی روشنی میں ۔ — //
- انوارِ محمود ۔ — //
- داڑھی ۔ — ۱۰ //
- عصمتِ انبیاء ۔ — ۱۵ //
- شاہدِ کائنات ۔ — ۱۲ //
- نام اقدس پر انگوٹھے چومنا ۔ — ۱۲ //
- اورادِ غوثیہ ۔ — ۱۵ //
- سیف التقلید ۔ — ۱۲ //
- الجہد پشتو ۔ — ۲۵ //
- تنبیہ الصدور ۔ — ۵ //

ملنے کا پتہ: مکتبہ غوثیہ مدین۔ سوات

Marfat.com

Marfat.com

فہرستِ کتب

جن کے بغیر کوئی لائبریری بھی مکمل نہیں ہوسکتی

فیضانِ علی	۱۲۰ روپے	نظامِ خلافت	۱۵ روپے
سیرتِ مصطفیٰ	۳۰ //	اعلیحضرت صداقت کے آئینہ میں	۱۵ //
روحِ کائنات	۲۰ //	دعاء بعد السنن والنوافل	۱۵ //
مکائدِ عثمانی	۲۰ //	الدرر السنیہ پشتو	۱۵ //
تبلیغی جماعت علماء کی نظر میں	۳۵ //	اظہارِ حق پشتو	۲۰ //
ولایت و کرامت	۲۰ //	شرعی پردہ	//
تجلیاتِ غفوریہ	۱۵ //	المسئلۃ البیضاء	۸ //
عشقِ رسول	۱۰ //	حیاتِ خضر	۶ //
تبلیغ	۱۰ //	احسن البیان	//
تبلیغی جماعت پر ایک نظر	۶ //	اذان سے قبل و بعد درود و سلام	۲۵ //
۷۳ فرقے	۱۵ //	معجزات عقل و استدلال کی روشنی میں	//
باطل فرقوں کی پہچان	۲۵ //	انوارِ محمود	//
سیرتِ غوث الاعظم	۱۰ //	داڑھی	۱۰ //
معراجِ مصطفیٰ	۱۰ //	عصمتِ انبیاء	۱۵ //
تعظیمِ مصطفیٰ	۱۲ //	شاہدِ کائنات	۱۲ //
مزاراتِ مقدسہ پر گنبد بنانا	۱۰ //	نام اقدس پر انگوٹھے چومنا	۱۲ //
دعوتِ غور و فکر	۶ //	اورادِ غوثیہ	۱۵ //
مسنون دعائیں و ارشادات	۶ //	سیف التقلید	۱۲ //
دعاء بعد نمازِ جنازہ	۱۰ //	الجہاد پشتو	۲۵ //
الصواعق الربانیہ	۱۵ //	ضیاء الصدور	۱۵ //
منع الاشارات	۱۰ //		

ملنے کا پتہ :- مکتبہ غوثیہ مدین - سوات

Marfat.com